

جو کہہ گئے وہی سچھراہ مارا فن، استمار  
جو کہہ نہ پاتے، نجاںے وہ چیز کیا ہوتی

ابنِ صفت

## سائبونکلادرو

آپ کے محبوب اور ہر دل مزین مصنف، ابنِ صفت  
کی مشمول عام تحریر جو کبھی تو قبیل سکت:

ابنِ صفت کے جاسوسی و فتنی کا ایک دلچسپ اور مکث ناول



**کیپن** جیہے نیمیر بھی کرکل سے لالقاٹ

کراول کے سب سے سکھ دے رہا تھا۔ درون سے براز کر کر جانے لگی تو جسے اس کے پڑو کی وجہ سے اسے دیکھا لیکن وہ جلدی میں معلوم ہوتا تھا۔ انداز سے مکھا جاتے اسے علم پور کرہ کہا جادی سے۔

ڈائنسک بال میں پیچھے کو اس نے تحریر سے کی کافی اگلے کے خواص کے لیے اس کے مکمل کاری کے معلوم ہوتا تھا۔ اس سے کیا جواب دیتا پھر جیدی کی اپنی دوسرے آدمی میں ہو گرفتاری سے اس کی نسلکو کردا سے۔ ان دو لوگوں کو جس کا گارہ پہنچا کر کہ دیں وہ جس طرح شہری کو جس کا خاموشہ بنایا رکھ دیں ابھی تک ملہ فریدی کی کوئی کے ایک غصہ میں ہوتے ہے آج کی نہیں پڑھا کے اس سے کیا طرف پڑھا۔

جوڑی تو پہنچنے والا کافی دی البتہ اس کا پڑو کی ایک بیٹھتا سوانح رکھتا۔ جیدی نے اس کے عجیب کے اور جسے ہی میلے اور سے سے نکل کر سرکل پر پڑھ کی جا سب مردی تھی جسی ایک کی نکاح پہنچا۔ اس کا زیادتی کے پیچے نکالو۔ جیدی نے اسی بیکی کا اشارہ کر کے ڈائنسک کے سامنے بھی جس کے خلاف خود بیکارے کے پہنچا۔

اوہ ماہ! درون سے جیسے کہ دروازہ کھلے جیسی بھی شاہر کیا تھا وہ یہ بھی جو رانی پلٹری فلام کی لیمارشی اپناری جو کوئی اسلامت، خوش شکل بھی کی اور اس کی کوئی بخوبی فی راہ میں کوئی شے سی جائیں ہو سکتی تھی۔ اس نے بڑے خلوک سے اس کا تناق شروع کر دیا تھا۔ میک اپ میں اسی خلاں میں بہت زیادہ اعتماد کرنے کی بھی بیرونی نہیں تھی۔ درون کی سامنے بھی جس کے خلاف خود بیکارے کے پہنچا۔

اوہ ماہ! درون سے جیسے کہ دروازہ کھلے جیسی بھی شاہر کیا تھا وہ یہ بھی جو رانی پلٹری فلام کی لیمارشی اپناری جو کوئی اسلامت، خوش شکل بھی کی اور اس کی کوئی بخوبی فی راہ میں کوئی شے سی جائیں ہو سکتی تھی۔ اس نے بڑے خلوک سے اس کا تناق شروع کر دیا تھا۔ میک اپ میں اسی خلاں میں بہت زیادہ اعتماد کرنے کی بھی بیرونی نہیں تھی۔ درون کی سامنے بھی جس کے خلاف خود بیکارے کے پہنچا۔

اوہ ماہ! درون سے جیسے کہ دروازہ کھلے جیسی بھی شاہر کیا تھا وہ یہ بھی جو رانی پلٹری فلام کی لیمارشی اپناری جو کوئی اسلامت، خوش شکل بھی کی اور اس کی کوئی بخوبی فی راہ میں کوئی شے سی جائیں ہو سکتی تھی۔ اس نے بڑے خلوک سے اس کا تناق شروع کر دیا تھا۔ میک اپ میں اسی خلاں میں بہت زیادہ اعتماد کرنے کی بھی بیرونی نہیں تھی۔ درون کی سامنے بھی جس کے خلاف خود بیکارے کے پہنچا۔

اوہ ماہ! درون سے جیسے کہ دروازہ کھلے جیسی بھی شاہر کیا تھا وہ یہ بھی جو رانی پلٹری فلام کی لیمارشی اپناری جو کوئی اسلامت، خوش شکل بھی کی اور اس کی کوئی بخوبی فی راہ میں کوئی شے سی جائیں ہو سکتی تھی۔ اس نے بڑے خلوک سے اس کا تناق شروع کر دیا تھا۔ میک اپ میں اسی خلاں میں بہت زیادہ اعتماد کرنے کی بھی بیرونی نہیں تھی۔ درون کی سامنے بھی جس کے خلاف خود بیکارے کے پہنچا۔

اوہ ماہ! درون سے جیسے کہ دروازہ کھلے جیسی بھی شاہر کیا تھا وہ یہ بھی جو رانی پلٹری فلام کی لیمارشی اپناری جو کوئی اسلامت، خوش شکل بھی کی اور اس کی کوئی بخوبی فی راہ میں کوئی شے سی جائیں ہو سکتی تھی۔ اس نے بڑے خلوک سے اس کا تناق شروع کر دیا تھا۔ میک اپ میں اسی خلاں میں بہت زیادہ اعتماد کرنے کی بھی بیرونی نہیں تھی۔ درون کی سامنے بھی جس کے خلاف خود بیکارے کے پہنچا۔

اوہ ماہ! درون سے جیسے کہ دروازہ کھلے جیسی بھی شاہر کیا تھا وہ یہ بھی جو رانی پلٹری فلام کی لیمارشی اپناری جو کوئی اسلامت، خوش شکل بھی کی اور اس کی کوئی بخوبی فی راہ میں کوئی شے سی جائیں ہو سکتی تھی۔ اس نے بڑے خلوک سے اس کا تناق شروع کر دیا تھا۔ میک اپ میں اسی خلاں میں بہت زیادہ اعتماد کرنے کی بھی بیرونی نہیں تھی۔ درون کی سامنے بھی جس کے خلاف خود بیکارے کے پہنچا۔

اوہ ماہ! درون سے جیسے کہ دروازہ کھلے جیسی بھی شاہر کیا تھا وہ یہ بھی جو رانی پلٹری فلام کی لیمارشی اپناری جو کوئی اسلامت، خوش شکل بھی کی اور اس کی کوئی بخوبی فی راہ میں کوئی شے سی جائیں ہو سکتی تھی۔ اس نے بڑے خلوک سے اس کا تناق شروع کر دیا تھا۔ میک اپ میں اسی خلاں میں بہت زیادہ اعتماد کرنے کی بھی بیرونی نہیں تھی۔ درون کی سامنے بھی جس کے خلاف خود بیکارے کے پہنچا۔

”اوہ! اجنبی فہیلہ پر گیا۔  
اسیم میر سے ساخت جلوگے۔ ہوں ڈی فراں و اپس  
نہیں جادے گے؟ حیدرنے کہا۔ وہ اٹھنیا اور حیدرنے پوچا۔  
کیا میں نہیں سہا لے دوں؟“  
”نہیں شکریہ؟ میں جل سکتا ہوں؟“  
تجوڑی ختنے کی سے سان باز کر رکھی تھی اور میں قبادی  
دیکھ جمال پر متین کیا گیا تھا۔ اس وقت مجھے کسی قدر دیر ہو  
گئی اور وہ دونوں اپنا کام کر گئے۔  
اجنبی کچھ تبول کا خانوشا سے ساخت ساخت چلتا رہا۔  
سی سائیڈ ہیون کے قریب پہنچ کر حیدرنے اس سے پوچا۔  
”کیا کچھ پہنچتے؟“  
”نہیں شکریہ!“

لیکی میں بھی اور حیدرنے دیشہ سے ماذل  
نائزں کی طرف پڑنے کو کہا۔ اجنبی روشنی میں آتے ہی اسے  
غور سے دیکھنے لگا تھا۔ شیکی میں نائز کی طرف روان  
ہو گئی۔ بہاں کی ایک عمارت کی تکمیلیں مدد ایسی عمارتیں عین جنیں  
جیب میں موجود تھیں۔ شہر میں متعدد ایسی عمارتیں عین جنیں  
فریبی بوقت صدرست استعمال کرتا رہتا تھا۔

کیا تم بالکل نہیں ہو۔ طلب یہ کبھی احادیث مزبور نہیں؟  
حدے بخیری میں عقب ہے ہرما تھا درستہ میں اس حال  
کو نہ پہنچتا۔ حیدر خارش ہی رہا۔  
ماذل نائز پہنچ کر حیدر نے متلوں دیشہ کو  
بدایات دیتے گا اور پھر ایک عمارت کے سامنے شیکی  
رُک گئی۔

عمارت کا تقلیل کھوئے وہ تیہ نے اجنبی سے کہا۔  
”جب تک کوئی دوسرا ہی دیستہ نہ نہیں ہیں، تو عمارت  
تک کوئی دوسرا پڑے کا اور قبادی دیکھ جمال میرے ذستے  
ہو گئی۔“

وہ کچھ تبول۔ دونوں عمارتیں داخل ہوئے۔ حید  
روشنی کے سوچ آن کر تا خل رہا تھا۔

گفتگو کے معاشر میں ممتاز رہنا چاہتا تھا کیونکہ ان  
لوگوں کے طبق کارکارا نامہ صرف اسی حد تک رکھنا تھا  
کہ وہ سب زیادہ تر ایک دوسرا سے کیے اجنبی تھے اور  
شناختی کا درج کے دریچے اپس میں رالٹھا کر کرنا تھے۔  
اپنا کھانا اس درمان میں نہیں خود تیار کرنا تھے کہا۔

”اپنا پھر مری تخریز ہے کہ اس کے ہوش میں آتے  
ہیں نہیں تھہرو۔“

”میں جارہی ہوں۔“  
ایک منت: ”مراتا عذان غسلی ہے اور میں تک ہوں۔“

”میں جوڑی تھا کاغذ ہوں تھا بہت بہت شکریہ،“  
”تم مجھے نہیں جانتے۔ میں اتفاقاً درجنکل ایسا خالکا کس  
نے تیہیں لوٹنے کی کوشش کی تھی؟“

”نہیں میرا درست ہے اتنے میں خلا۔“  
”رات نے زیادہ نہیں تو نہیں معلوم ہوتا تھا کہ میں اس  
گھونٹنے لگتا۔“

اب سوال تھا کہ حیدر اس شخص کا کیا تھا۔ ایک بل پھر  
”لیکی میں بھی ساطھ قائم کرنے کی کوشش کی تکنیک پھر  
کا ای اشارہ نہ تھا۔ عکس کے کسی فروزے فون ہی پر نہیں  
تھی اور فون کرنے کے لیے اسے بے ہوش اور کوئی کو  
کہا بھا۔ دنیا پرستا۔ اس نے سایہ بیوں کے  
لیے ان دونوں کے دریا ہونے والی بات پہنچتی تھی تھی اور  
اس نے پہنچا تھا کہ جوڑی کا لائق اس بگردہ سے بے ہوش اور کوئی  
کو اس کے لئے فروزے تھا جس نے اس سے حصہ یہ کام یا تھا کہ  
الہ الشاستری کے عکس کی مخفیت ایک کہانی سمیت کر کم  
اور اسکے پہنچ جانے لہذا اسے بے ہوش اور کوئی اس کے  
لیے اپنے والی تھا کہ اس کو کوشش کرنا ممکن  
کیا تھا۔ زادہ اک تھا۔

”کیا تم بالکل نہیں ہو۔ طلب یہ کبھی احادیث مزبور نہیں؟“  
”حدے بخیری میں عقب ہے ہرما تھا درستہ میں اس حال  
کو نہ پہنچتا۔ حیدر خارش ہی رہا۔  
ماذل نائز پہنچ کر حیدر نے متلوں دیشہ کو  
بدایات دیتے گا اور پھر ایک عمارت کے سامنے شیکی  
رُک گئی۔

عمارت کا تقلیل کھوئے وہ تیہ نے اس کے پچھے دیا اور اس  
کے لئے الا اس کو کہا تھا کہ اس کا شناختی کارڈ اس وقت بھی اس  
کو دیا گی۔“

”لیکے ہوش میں آتے کے بعد چرم پر حلا کر کتا ہے  
”میں نہیں جانتی۔“

”ہوش دی فرانس میں؟“  
”اوہ یہ...“

”میں نہیں جانتی۔“  
”کہاں قیام ہے؟“  
”ہوش دی فرانس میں۔“

”کیا تم بالکل نہیں ہو۔ طلب یہ کبھی احادیث مزبور نہیں؟“  
”لیکے ہوش میں آتے کے بعد چرم پر حلا کر کتا ہے  
”میں نہیں جانتی۔“

”کیا تم بالکل نہیں ہو۔ طلب یہ کبھی احادیث مزبور نہیں؟“  
”لیکے ہوش میں آتے کے بعد چرم پر حلا کر کتا ہے  
”میں نہیں جانتی۔“

”میں نہیں جانتی۔“  
”کہاں قیام ہے؟“  
”ہوش دی فرانس میں۔“

”لیکے ہوش میں آتے کے بعد چرم پر حلا کر کتا ہے  
”میں نہیں جانتی۔“

”میں نہیں جانتی۔“  
”کہاں قیام ہے؟“  
”ہوش دی فرانس میں۔“

”لیکے ہوش میں آتے کے بعد چرم پر حلا کر کتا ہے  
”میں نہیں جانتی۔“

”میں نہیں جانتی۔“  
”میں نہیں جانتی۔“

”اچھا تو پھر یہ بہا دی دوئی کی آخری شام ہے۔“  
”خدا کی پناہ بہم بانہیں آؤ گی۔ اچھا میں بھی سب کے  
سچے بتاؤں گا۔“

”میں ابھی سنتا چاہتی ہوں ہوں۔“  
”لیکی کہا تھی ہے۔ اٹھو بیس گے بھی اور قدقہ بھی  
جاری رہے گا۔“

”حیدر نے عسوں کیا کہ جوڑی بھیجا رہی ہے لیکن  
اسے اتنا ہی طریقہ۔ دونوں کی ہیون کے کپاٹنی  
نکل گئے۔ حیدر بھی اٹھا۔“

”وہ ساحل کی طرف جا رہے تھے۔ حیدر نے خاصے  
فاسے سے تعاقب جاری رکھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اسکے پاں  
کی روشنیوں کی حدود سے نکل گئے اور اس دو تاریکے  
سائے دھنڈنے سے آسان کے پیش منظر میں ساصل پر چلے جا  
رہے تھے۔ حیدر کی عیر متن آدمی کے ساتھ انہیں ان  
کے پیچے تھا۔ وہ چلتے رہے جیکے کو ساحل پر جیل قدمی  
کرنے والوں سے بہت دور نکل آئے۔ حیدر ان دونوں  
کی آوازیں صاف سن رہا تھا لیکن باقی سچے بھیں کہیں تھیں  
بھرپا جائک اس نے ایک ساٹے کو دوسرے پر جھیٹ دیجا  
اور جوڑی کی بلکی سی جیجے سی جو فوری طور پر گھٹ کر رہی تھی  
بھی۔ وہ اچل کو لانی کی طرف دوڑا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے  
جوڑی کا سا عقی اس کا گلاں گھوٹنے کی کوشش کر رہا ہو۔

”تمیدنے عقب سے ندوں اس کی گردن جکر کر دیا ہے  
گھٹنے سے کر پڑ رکنی اور جوڑی اس کی گرفت سے  
نکل گئی۔“

جوڑی کا سا عقی اس کا گلاں گھوٹنے کی کوشش کر رہا ہو۔

”تمیدنے عقب سے ندوں اس کی گردن جکر کر دیا ہے  
گھٹنے سے کر پڑ رکنی اور جوڑی اس کی گرفت سے  
نکل گئی۔“

لیکن حیدر کی گرفت سنت تھی پھر اس نے کسی تدریس جھوک کر  
اس کے پر کر لاد اور اتر جی دیا۔ دوسرے ہی ٹھنڈے میں دو اس  
کے سینے پر سوار تھا۔ دو تین رگڑوں ہیں اس نے گردن  
ڈال دی اور پھر سے حس دھر کر ہو گیا۔

”حیدر اسے جھوٹ کر جوڑی کی طرف منور ہوا۔ وہ دست  
پر اونٹی پڑی تھی۔ اس نے اسے سیدھا کیا اور وہ کھینچ لی۔“

”میں خونوڑا ہو۔“ حیدر نے بڑی نری سے کہا۔ پھر کوئی سچا  
وہ مگر اسی ہوئی احتیاط۔ دونوں ہاتھوں سے اپنے

گردن گول رہی تھی۔ دونوں ہاتھوں سے اپنے

”میں نہیں جانتی۔“  
”میں نہیں جانتی۔“

جیہے کہا اور یک بیک چونکہ پڑا۔ لفڑی نیں پہلی بار مارے

خوار سے دیکھا تھا۔

ست... تمہاری... ایک آنکھ؟ وہ ہم کارہ گلایا۔

اسی کش مکش کے دو دن ان تکلی ہی بھر گئی۔ اس نے

بے پروانی سے جواہر دیا۔

معاذ کرنا مجھے علم پہنچا تھا۔

ہاں سیری ایک آنکھ نظری تھی۔ پیچن میں منانے ہو

گئی تھی۔

مجھے افسوس ہے۔

ادو! کوئی بات نہیں۔ دوسرا مل جائے گی۔ اجنبی

مکرا کر لولٹا ہاں تو مجھے ہیں تہارہ سپاہی کے گاہ!

مجھے ہی ہمارت مل ہے۔

کھانے پینے کی بیزنس میں خود میں اکر دوں کا۔ اطلالع

شانی تم یہ روی بلندے میں بھی قدم نہ

بہت اچھا۔

اب میں جبار ہوں۔ کھانے پیشے جیزس فرام

کروں گا۔ حیدر نہ کہا۔

میٹک ہے اسیں تہارا انتظار کرو!

مید والپی کے یہ مردیا۔

ٹولایوں

گھر

نہیں

ادریتا

جس

اگر وہ عقب سے اس پر حملہ کر بیٹھتا تو وہ سری چھی ہو گی۔

آجستہ آہستہ پورا معاملہ اس کی کچھ میں آتا چلا جا رہا۔

قا۔

کیا میٹھے کو بھی نہ کہو گی؟

حیدر بلا۔

ادو!

نماوقت تکلیف دہی پر نادم ہوں۔

ادو!

کیا ہوں؟

بتم کی بجلی کتی ہو۔

حیدر اس کی آنکھوں میں دیکھتا

ہوا۔

یا۔

نکل کر جو گئی تھی۔

جانتی کہ ایک گروہ سے اس کا لائق ہو گا کامیاب نہیں ہے۔

میرا خیال ہے کہ اس معاملے میں جھوٹ نہیں

لوں رہیں۔

شکریہ ایسیں یہاں بالکل تباہ ہوں۔ پتا تھاں

تجھے تین نیں آتے۔

اگر وہ دریا بہار کا تو نایاب کرتے کر دوں گا۔ خیراب تجھے

اس کے نہ کافی سے آگاہ کروتے۔

وہ بھیں براہ راست کھرسے میں نیم تھا۔ وہ بائیں جات

اشارة کر کے ہو۔

اچھا۔ وہ کمال ہے داعی اس کی دہا کچھ نعمی نہیں

لکھی تھی۔

یہ تو بہت قوب سے اُسے دیکھتی رہی ہوں۔

اگر وہی تھا تو اسے قوب سے کہا جو ہو۔ وہ

یہاں تھا۔

جب سے تھے پوچھ کریں گے کیا تھا؟

کہاں رہتا ہے؟

اس میں مل کر اسی نام پر جو محدث ساخت گیر کردی معلوم ہوتا تھا۔  
اکھوں بھی سے خونخواری جھکتی تھی۔ نرم ہبھی سی بھی بات  
کرتا تو ایسا اخوبی ہوتا تھا جیسے کوئی بھرپور اخواز ہمارے میں نہیں  
ہاؤز سے ملی ہوئی اطلاع کے مطابق اس کا تلقین تفہیم سے  
نہیں تھا۔

مجھ سید کسی دوسرے مجھ سے کیا تھا۔ اذنا کا خیال تھا  
کہ میں ملزبی کے کسی فروکھ میں بیٹھ رکھے ہوئے پر ترقی دے  
دی جائے گی لیکن اسی ایسا تھا۔  
سابق تاجر جبار کے مشتعل اور اکا عالم نہیں تھا ذمہ دہ  
بھی ہے یا بحالت دلوانی اس کی مرد واقع ہو جی ہے۔ اس  
کے بارے میں اختیارات میں کوئی خبر نہیں کافی تھی۔  
نیا بیٹھرل کے سارے عہدے داروں کو فروڑا فردا  
اپنے دفتر میں طلب کر کے گفتگو کر رہا تھا۔ اوزا کا کی باری بھی  
انکھی۔

وہ اپنے آنس میں تہبا تقا اور اوزا کا کی پرکش مال  
اس کے سامنے کوئی ہوئی تھی۔ اس نے سامنے والی کرسی  
کی طرف پا تھا جا کر میٹھے کا اشارہ کیا اور وہ اس کا شکری  
ادا کر کے بیٹھ گیا۔  
”ال دلوں سے تھہارے کیے تھاتھات تھے جبھوں  
نے پولیس پارٹی پر حکیکا تھا؟“ مجید نے پہلا سوال کیا۔

”میرے چشم دل می تھے“  
”میں نے ذاتی تعلقات کے بارے میں پوچھا ہے؟“  
”ظاہر ہے کہ قریبی تعلقات رہے ہوں گے ہم وطن  
ہونے کی وجہت سے“  
”تم کہاں تھے جب انہوں نے پولیس پارٹی پر حملہ  
کیا تھا؟“  
”میں تھا اور یوپر پر“  
”کیا تم بتا سکو کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا تھا؟“  
”محض افسوس ہے کہ میں ان کی بھی زندگی میں دخیل  
ہیں تھا۔“

”ان کی کوئی بہن بھی تھی؟“  
”ایں تھی تو نیکن شاید وہ اب پولیس کی تحریل ہیں ہے۔“  
”تم سابق میخمر سہ جبار کے خاص ادمیوں میں سے ہوئے  
”خاص سے کیا مراد ہے؟“  
”وہ ستانہ تعلقات تھے؟“

”پس تو بشتباط افراد کی فہرست میں شامل تھیں؟“  
”اول سانس کے کرہ گئی۔“  
”اور اس!“ مجید نے چلتے چلتے کہا۔ وہ وہندہ اندر سے  
الیں سوئا۔

”کہا کب طور گئے؟“  
”کہا ہبھی ہو کر میں پھر طوں؟“  
”اب تھہارے علاوہ یہاں اور کسی کو نہیں جانتی؟“  
”یہ دیکھوں گا اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں؟“  
”اس وقت تک رہا داری میں کھڑا اور باجا جب تک  
”ال دل ہو جانے کے بعد قتل میں بھی کھڑھنے کی اولاد نہیں  
”ال دل“ رہا داری میں کوئی خبر نہیں کافی تھی۔  
”ال دل ہو گیا جس میں عدنان خیلی کے نام سے مقیم تھا۔

اہذا کا غیبی و حشمت میں بنتا تھا۔ کھلے آسمان کے

اٹے کے تصویر بھی سے کاٹ جاتا تھا۔ باہر نکلا ہی  
”ال دل“ رہا تو کوشش ہبھی ہوئی کہاں پر دھوپ نہ پڑنے  
کو یا اپنی پرچاہیں سے بھی خوف کھانے کا گاہقاہ فرمدی  
”ال دل“ کے مطاقت وہ لاکٹ اب ہمیں کوئی گلے ہیں پڑا

”ال دل“ کے دارے میں فردیتی نے شہر ظاہر کیا تھا۔ اس  
”ال دل“ کی قسم کی ایک شوک ڈالوں میں موجود ہے ہر چند کو  
”ال دل“ لاکٹ سے مختلف نہیں تھا جو بچکن بھی سے

”ال دل“ میں پڑا اور جا لیکن وہ لوگ شاید اس کی پشت  
”ال دل“ کی نقل کرنا سہول گئے تھے جو اصل لاکٹ میں  
”ال دل“ اور ”ال دل“ میں پیش کی ہیں جو کہ سیاہ ہو گئی تھیں۔  
”ال دل“ نے فردیتی کے خیال کی توثیق کی تھی ورنہ وہ اسے

”ال دل“ نے پکی طرح بھی تیار ہوتا۔ بھر فردیتی بھی بھی میلت  
”ال دل“ اس نے اسے حکومت کی بھی کوکش نہیں کی تھی۔  
”ال دل“ متوار بار بار فرمی باور و اُن کے غربو اُن کو کہا تھا لیکن اس کی  
”ال دل“ پیسوں ہیں کی جلی تھی۔

”ال دل“ تھیں تھا کہ اب دوڑی بہاؤ بلکل خالی ہے۔ اس  
”ال دل“ پر اس کے مقول میں فرق نہیں کیا تھا۔ دن بھی  
”ال دل“ پر اس کے غربو اُن کیے۔ اس رات کے بعد سے ابھی  
”ال دل“ تھی سے دوبارہ ملاقات نہیں ہوئی تھی۔  
”ال دل“ اسی سے بھی پڑے ہوئے لوگوں کو سہارا دینا یہ  
”ال دل“ میں شامل ہے!

”لیکن انگری واقع پیش نہ کیا ہوتا تو؟“

کیا تو وہ مضطربانہ انداز میں بولی ”وہاں کیا دیکھ رہے تھے  
”یہی تھم پر اس کی تھی تو یہی ہو گئی تھی۔“  
”میں نہیں بھی ہے“  
”وہاں ایسے الات موجود ہیں جن کے ذریعے دہمہ

محسٹ میں ہوتے والی گفتگو ہوئی سنتا رہا ہو گا؟“  
”اُنچی سب کیا ہے؟“ ”وہ انجوں کو بولی۔“  
”بجمِ ثیس ٹھیس ٹھیس تویی المال میں کیا بتا سکوں؟“  
”لیکن جلد ہی تھیں بھی سب کچھ سلام ہو جائے گا“  
”میں اب کیا کروں؟“

”اپنے محفلات میں کوئی فرق نہ آنے دو۔ کوئی تمہارا  
بھی بسکا تھیں کر سکتا۔“  
”یہ تو شیخ نے دیکھ رہی بیا ہے؟“

”اس کے ملنے والے والی کے بارے میں کچھ بتا دا  
”جیبیتِ اتفاق ہے کہ اس نے کبھی کسی سے میراقدار  
نہیں کرایا۔ کبھی کوئی ایسے اعتماد میں طاہری نہیں جب تک دہمہ  
ساختہ رہے ہوں۔“

”آخری سوال“ ”احمد باتھا کر بولو لا۔ اب اپنے ذمہ  
اچھی طرح شوون کر سکتا۔“ کیا اب بھی تمہاری زندگی میں اس  
یہے کوئی بھاگت ہے؟  
”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔“ وہ برا سمائیہ بنکار بولی

”ایسے حالات سے گزرنے کے بعد کوئی دلیوان ہی، اس کے  
اچھے احسانات رکھے گا!“

”لگا اُن کوئی اس کے بارے میں تم سے پوچھ چک کر  
تو کھل کر لامی طاہر کرنا لعیق قسم نے کبھی اس کا نام نہیں سا  
”لیکن وہ لوگ جو اس معاملے سے واقع ہیں؟“

”صرف انور جانتا ہے اور مجھے علم ہے۔“  
”خود اُنچی سچے یاد کرے“ میں بھرنے والی گفتگو  
”ہوئی بولی“ ”اُنور کے قیامت میں اس کے ملادہ حمید کو جن چیزوں کی تلاش تھی  
”وہ اُسے نہ میں سکتا تھا۔ اس کے ملادہ حمید کو جن چیزوں کی تلاش تھی  
”اویوکی زبان میں میں کہوں گا اور اس پولیس آئیس کا  
خود جھٹلائی کی تھی۔ انور تھہارے سیان کی تائید کرے گا؟“

”میں تمہاری بے حد شکر گزار ہوں۔“  
”دو شواری میں پڑے ہوئے لوگوں کو سہارا دینا یہ  
”ذرا فیض میں شامل ہے!“

”لیکن انگری واقع پیش نہ کیا ہوتا تو؟“

”میر کیا حصہ ہے گا؟“  
”مکمل کو سب تھیں ہو جائے گا۔“ بس تم اس  
معاملے میں اپنی زبان بند رکھنا؟“

”یعنی تم میرے خلاف کارروائی نہیں کر دے گے؟“  
”فی الحال ہی ہر قہاری حقاً نہیں کروں گا۔“  
”لوگ ہیں۔ بات تو اس نے تھیں کس طرح انور کے پاس بھاگتا ہے؟“  
”اس نے اس تصویر کو دیکھ کر مجھ سے بھاگتا اس کو جانی

پولیس کو دینا تھا۔ میں تیار نہیں تھی لیکن اس نے کہا اک مقصد  
صرن یہ ہے کہ اس کے کچھ دوست حیران رہ جائیں گے۔  
تو جانی ہو کہ بعض تعلقات کیسے ہوتے ہیں۔ کوئی تمہارا  
بھی بسکا تھیں کر سکتا۔“

”یہ تو شیخ نے دیکھ رہی بیا ہے؟“  
”اس کے ملنے والے والی کے بارے میں کچھ بتا دا  
”جیبیتِ اتفاق ہے کہ اس نے کبھی کسی سے میراقدار  
نہیں کرایا۔ کبھی کوئی ایسے اعتماد میں طاہری نہیں جب تک دہمہ  
ساختہ رہے ہوں۔“

”اسی بھجن سے بچانے کے لیے اس نے عہد مار دیا  
چاہا تھا۔“ عجیب سکر اکر لولا اور دل نظر میں پڑائے ہی۔  
”اب غب نہیں دیکھنے کو فون کر میری طرف سے کہو کو  
یہاں آجائے۔“ ”میڈینے ہو گئی دیر بعد کہا۔  
”لک... کیا کرو گے؟“

”مناظلی کی کارروائی“ ”میڈینے کہا۔  
”بڑوڑنیکیا یک رٹریٹر سب اپنے کو بولیں یا کارروائی  
سے واقع تھا۔“ عجیب سکر اکر لولا اور دل نظر میں پڑائے ہی۔  
”اب غب نہیں دیکھنے کو فون کر میری طرف سے کہو کو  
کے لیے بیسی حرم کے لیے سکلاش لیئے کا جائز نہیں تھا۔“

”تماشی کے بھیجے ہیں میں کے گز نہیں کے لات قابل گزندت نظر نہیں  
ہیں کے ذمہ دہ جو گوئی کے گھر کے بھرنے والی گفتگو  
جن کی خوبی سکتا تھا۔ اس کے ملادہ حمید کو جن چیزوں کی تلاش تھی  
”وہ اُسے نہ میں سکتا تھا۔“

”اویوکی زبان میں میں کہوں گا اور اس پولیس آئیس کا  
پر روشنی پڑے سکتی۔“  
”یہ بے ضابط کارروائی تھی لہذا بڑوڑنیکیا یہ کہنے  
کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ اس سلسلے میں اپنی زبان بند رکھے۔  
”وہ خود ہی سمجھ دار تھا۔ زبان کو ہونے پر خدا اس کی پوری تھا۔  
ہو سکتی تھی۔“

”جیزد مکاٹر مغلق کر کے جو گوئی کے گھر میں دا پس  
کے شفیعی پڑے سکتی۔“  
”کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ اس سلسلے میں اپنی زبان بند رکھے۔  
”وہ خود ہی سمجھ دار تھا۔ زبان کو ہونے پر خدا اس کی پوری تھا۔  
ہو سکتی تھی۔“

”لیکن انگری واقع پیش نہ کیا ہوتا تو؟“

”بڑوڑنیکیا یک رٹریٹر سب اپنے کو بولیں یا کارروائی  
میں اپنی زبان بند رکھنا؟“

”میں بھی نہیں ہوں“ دوسرا طرف سے اواز آئی۔  
”بچہ کون ہو؟“

”فیضیں“  
”لیکن لہجہ انگریزوں چیسا ہے؟“

”سماں انگریزی تھی“  
”اچھا تو پھر میں تمہارے لیے کیا کھوں؟“

”آئکے ہو تو آبادا“

”ڈبی ماڈز سے بیس میل کے فاصلے پر ہوں“  
دست قبیری سے۔ قبیر بھری یہیں یاد رکھنا دوسرا طرف سے کہا گیا اور رابطہ منقطع ہو گئے کی ادازاری۔

اوڑا کافر رسیدو کریل پر رکھ دیا۔ وہ سوچ راحا تھا کیا یہ مکن ہے کہ ان لوگوں نے خوبی ماڈز پھر دیا ہو تو پھر

کیوں نہ اُس سے بیلا وابی بھجا جائے۔ بڑی سعیت پیش کیا تھی تھیں میں خود کو عسوں کر رہا تھا۔ جو میں نہیں تھا تو اس کو تھی تھیں میں غلوت ہے اس کی کیا جیش تھی۔

ہو گئے میں ہو سکتا ہے تھا؟  
الملات کی مژورت کے تحت ہوتے تھے میں“

خود اکی کی ذات تھی اُسے جھوٹ دے کیا فردی یہ کتنا تھا کہ اس کے کوتوسط سے دہنیم کا قلع قمع کر کے گاہ بہت بڑی

بھولی تھی اس کی اگرچہ بھتھاتھا میں اگر تنہم اس کی توتوسط سے فردی پر لامتحد اپنے پا سی بھی تو اپنے بھی نا مکن رہا۔

کیوں کوئی خوبی فردی کے قیمتیں میں فردی جس کے تھے دہنیم سے غداری کام رکب ہوا تھا جلد و فوج کو اس کے قبضے نکلے بغیر اسے تنہم کے حوالے کیے کہ سکتا تھا جبراں کی پونڈش

کیا تھی وہ کہاں کھڑا تھا اُسی دوسرے مرحلے کی طرف راجت

کی تھی دوسرے اس کا بیساکھ شرمنگاہ کی بھی کچھ تو اسے فردی میں خصوصیت

لگتا کہ اس کی وجہ سے خواہ خواہ اس اس بھین میں پڑا ہے نہ زار

خود کی دیوبندان سارے خیالات کو فہم سے جنک

دینے کے لیے شراب نوئی شروع کر دی جو عین سکھام سرخوشی میں اچانک فون کی گھنٹی کی ادازار نے اسے چونکا دیا تھا۔ پیور اسجا یا کمال رسیدی کی دوسری طرف اٹیلیز کانسیا مینجھ

کے محاملات میں بھی اسے ایشل طرکے منجھ بھی کے محاملات کی تیل کرنے پر سے گی۔ منجھ کی جیشیت اے الود خین کا میں

مرجح بہ احاطہ ایس کا ذاتی محاطہ تھا جس کی سن میں ہے افراد کا کوئی نہیں ملی تھی۔ اورہ بہتر میں جلتے وہ سوچا

ہو گا پس میں واپس آیا۔ نیادہ سے نیادہ بھی یہ سکا

تھا کہ اسے ناپسندیدہ قرار دے کے کاس کے ملک کو واپس

دیا جاتا اور جھریس کے خلاف مبنی کا الود اثابت کیے ہوں۔

جب کہ اس کے فرشتوں کو بھی کام طلب نہیں تھا۔

ڈیونی ختم ہونے تک وہ اپنے اپنے بیٹھا رہا۔

منجھ کے روایتے اسے شدید جھمپلاہٹ میں متلا کر دیا

تھا۔ چارچوں وہ آپس سے کل کوئی کارکرکی میں آجھا سوچا

رہا تھا کہ ایک بار پھر ذہبی ماڈز سے مالطہ قائم کر کی تو اس

کرفت جائے۔ اپنی تیام کا ہر تک پہنچنے کے لیے اسے شہری

آبادی سے گئے کرنا پڑتا۔ اس نے جو جا کر دیں سے کی

پہلک بیٹی فون بوجھ سے دہبی ماڈز فون کر۔ ”بھر جس

بھر جس کو دے کر ایسا فون بوجھ تلاش کرتے گا لاس تک پہنچنے

کے لیے اسے دھوپ سے نہ کرو۔ ناچاہے۔ بر جا ٹھیں تا

اس کی یہ خواہش پوری۔ بھر کی بندگی دھوپ کو دو

تھی۔ لیں پھر دیدہ اپنی قیام کا ہر طرف نکلا جائیں۔

یہ پڑھے ہوئے لاکت نے اس کی تذکری تباخ پر کھل کی تھی میں

وہ اسے اتار بھی میں سکتا تھا۔ فریبی کے اسے باور کر رہا تھا

کہ اگر انہیں اس کا شہری بھی ہو گیا کہ اسے لاکت کے نادے

آکا جی ہو گئی ہے تو وہ اسے نہیں پہنچوڑیں گے۔

قیام کا ہر تھجھ کو اس نے فون پر ذہبی ماڈز کے نمبر

ڈیل کی۔ اس بارا ایسا لگا جیسے دوسری طرف سے کسی نے

رسیور اٹھایا ہو۔

”بھلیو!“ نہوںی آواز اُنی اور وہ تھیزہ رہ گیا۔ پہنچے بھی

ادھر سے کوئی نہوںی آواز نہیں ملی تھی۔ اس خیال سے کہیں

کوئی غلط نہیں تھا۔ اس نے پوچھا۔ ”دربی ماڈز“

”بلیں دُبی ماڈز ہے۔“

”میں اوزا کا بول رہا ہوں۔“

”کون اوزا کا؟“

”تم کون ہو؟“

”میں پامیلیا ہوں۔“

”وہ میرا خیال مزدود کرتے تھے لیکن اسی طریقے کوئی  
افسر کی ماخت پر زیادہ میرا بہ جا شے۔ میری دوست  
میں اس طبق کو دست انہ کہنا مناسب نہ ہوا کا!“

”غصہ می پر تاذی کوئی خاص دلخیزی تھی؟“

”میری دوست میں تو کوئی خاص دلخیزی تھی؟“

”غیر طبعی بات“ جیشہ بہرا سامنہ بنگل بولا اور اسے

گھوڑا تارا۔

اوڑا کا عجیب سی الجھن عسوں کر رہا تھا لیکن اس

بات کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

”میں بہت جلد علم کر لوں گا۔“ جیشہ اسے کہتے تو نظر میں

دیکھتا ہوا لولا۔

”میں بھی جھا آپ کی کہنا چاہتے ہیں؟“

”بچپن لکھ کے قلن کا پتھا رکھا یہے میں نے۔“

”غور و کامیاب کا لیکن مجھے اس سے کیا سروکار؟“

”بھی تو دیکھتا ہے ایسا جو سروکار ہے اور سر جی دیکھنا ہے کہ

جبار اس طریقے پاں ہو کر سروکار ہو گیا؟“

”مرگی؟“ اوزا کا اچھل پڑا۔

”کیوں؟ کیا تھیں میں نہیں؟“

”نہیں... میں نہیں جانتا۔“

”بڑی عجیب بات ہے“ جیشہ نے نشکل بھیں کہا۔

”مرگی پر جیسے خواہ خواہ ہر اس کرنے کی کوشش

میں کر دی۔ میں منتظر ہوں گا کہ تمہرے خلاف کیا ثابت کر سکتے ہو۔“ اوزا کا بھی طیش میں اکھر لولا۔

جیشہ نے بھی سے ہوتے بھیجیے اور اسے غور تارا۔

”کیا میں اب جا سکتا ہوں؟“

”جلو...“ جیشہ دروازے کی طرف بھاٹا کر دیا۔

اوڑا کا نے بارہ نسلتے ہوئے زور سے دروازہ بند کیا تھا۔

سفا کوئی اداگی پر جیشہ تھے لیکن بھیجا گیا تھا دروازے

سارے احوال سے واقعہ میں "حیدنے کہا۔

"اچھے جارہے ہو مکن تم نے اس سے کیا کہا ہے؟"  
"اسی کے گروہ کے ایک فروکاروں ادا کر رہا ہوں؟  
"کیا حقیر ہے؟"

حیدنے بالتفصیل بتانے والا کو کس طرح جیروم  
لماحتہ لگاتا۔  
"جیسا ہے اُسے روک رہا فریڈی نے کہا۔

"میں یا کہا ہے میں؟  
وہیں؟"

"آپ کیا کرتے چڑھے ہیں؟"  
لیکن اس سوال کے جواب میں اس نے سلسلہ منقطع ہونے  
کی آوارگی اور بھنا کر رسیدر کر دیا پہنچ دیا اس کھڑے  
میں دالیں آیا جہاں جیروم کو جو چور گیا تھا۔

"میرے لیے کوئی بہایت؟" جیروم پوچھا۔  
"یہی کہ تم اسی عمارت تک محدود ہو۔ کیا آئی کھڑکی کے  
قریب بھی مت ہڑتے ہوں اس سے دیکھ لیے جانے کا  
اکا انہوں؟"  
"لکھ تک؟"  
"تاکم شافی؟"

وہ خندی سانس سے کرہ گیا چھر کھوڑی دیر بعد  
بولا۔ آخر ہم نے خود ہی اپنی زندگیں اپنے اور پڑا کیں!  
"تم ذہنی طور پر بہت الحم کے ہو۔ حیدنے کے گھوڑتا  
ہو اپلا۔ تینیں یا تینیں سو سچنی کی ضرورت ہی کیا ہے؟"  
"شاید بہت بہتر حالات میں زندگی بسر کرے ہے ہو؟"  
"کیا تم اپنیں اگر رکھ رہے تھے؟" حیدنے غصیلے لہجے  
میں کہا۔

"بہت چڑھپڑے معلوم ہوتے ہو،"  
"مجھے بہت زیادہ عقل مند افراد سے لفڑت ہے"  
"اپنے ہی معلوم ہوتے ہو۔" اس نے فرنہیں آٹھال کیا۔  
"لیکن تم شاید بچ جن زندگی سے ہزار ہو گئے کہا۔  
"کھلی ہوئی بات ہے درستم سے اتنی بائیں کوں رکتا؟  
"سکی بات ہوئی۔" حیدنے لہجہ۔

"اگر بات تھماری مجھ میں نہیں کافی تو میں مسلم  
ہوتے ہو۔" جیروم نے نشک لہجے میں کہا اور حیدنے میں

"میں تو سے نہیں ڈرتا۔" جیروم جھنگا کر دیا۔ "میں تو  
اپنے لگی سے فانہ ہوں جو اس کے پیغمبر سے کیا۔"

"اچھے تو کوئی ایسی بھی بات ہے؟"  
"کام کی نہ لولا۔ اس کے پیغمبر سے پھنگال کچھ اور پڑھ

لے کر کھا۔ اس نے کھما پھٹپٹا اس سے مل جھٹکے کو

"باتیں میں کاس سے جذباتی طور پر ہی لکھا دیا کرنا  
باتیں بچ جج بہت آگے پڑھ گئی تو گھبھا کی مار

"اوہ سوچو کیا ہے پاک بیان دیتے ہیں باتیں ہیں ہے؟"  
"وہی،" حیدنے نے پے پوچھی کے انہمار میں شانے کوڑے۔

"میں اسی آدمی میں شین ہیں؟"  
جیسے ہے کہ میں اس پر بھی خور کرنے کا وقت مل

"میں اپنے پکا ہوں کہ میں نہیں ہوں؟"  
مہربانی باقی عجیب ہیں؟"

"اپنے زندہ نہیں رہنا چاہتا؟  
اپنے کو سب یوں کہہ رہے ہے ہو؟" حیدنے

\*  
جیسا ووقت عدنان خلیلی کے میک اپ میں تھا  
جیروم سے مدد بھیر ہوئی تھی۔ اس نے اس سے دوبارہ مٹا  
قبل اس سے بھر دیجی میک اپ کرنا چاہتا۔ ہمیں جو فرمان  
بھی کمر و عدنان خلیلی ہی کے نام سے حاصل کیا تھا۔

سوال نہیں پیدا ہوتا۔ وہ قاب نیزی شکل تک

کے دار رہنے ہوگی۔"

"اپنے کام سے کام کھتنا ہوں۔ کسی کے لیے بھی  
اپنے بارہوں بن سکتا۔" حیدنے کو اور چھر چونک

ام نے ہمال کافون تو استعمال نہیں کیا؟"  
کیوں؟"

لباس سے لیے ہی کھم ہے کہ تاکم شافی ایسے بن جاؤ  
ہے پایہ ہو گئے ہو۔"

کسی بھروسی ہے۔ نہیں میں نے فرنہیں آٹھال کیا۔  
وہ نہ فون کی لفڑی بھی اور حیدنے کو کال سی یو کرنے کے

اور پھر اس کا چھر و کھل انٹا یونک دوسرا طرف سے  
لگا۔ اور اُنیٰ تھی۔

"کیا کارت پھر ہے؟"  
ایسا کل کرنے کا مطلب تھی ہو۔ سکتا ہے کہ اپ

غبن کیا ہوا در قمر رکھنے کی جگہ کی نشاندہی کرنے سے قبل  
پاگی ہو گیا ہو۔ اچھنگم کے مھارٹ بھی بھرتے ہیں۔ ان

یے رقم کہاں سے آئی ہوگی۔ ہو سکتا ہے رقم کا حصہ  
ایسے ہی دن اسے ہوتا ہو گی۔ اگر حیدنے کی کامی

تو یہ بات اس سے کیوں چھپا جا رہی ہے جب کو جیسا  
بازے سے اور فینی کے دونوں بھائیوں کو علم چاہا  
تھا۔ ہمیں ہی کامی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ تھیقا تاب

کے مقامی سرماہہ کو اس پر عتمانیوں را مار دا بہ وہ صرف  
ایکہ مہرے کی جیشیت سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اسے

جن کے پیٹ جانے کا مکان بھی رہا۔ ہم تو چھرے کیا  
چاہیے۔ ایک ایسا سوال تھا کہ جا بس کا جا بس اس کے عالم

اور جیسے ہیں ہو۔ سکتا تھا کہ جو کوہ والات کے رحم و کرم پر ہو جائے  
 تو چھرے کو۔ وہ دربی ہاؤز کی طرف روانہ ہو جائے۔

حودت پاٹلاؤ کو بھی دیکھیں۔ حیدنے کے خواہاں ہی تھا  
تھوڑی دیر لے جاؤ اس کی کامی بھی پڑھنے کی طرف جانتا

\*  
حیدنے و وقت عدنان خلیلی کے میک اپ میں تھا  
جیروم سے مدد بھیر ہوئی تھی۔ اس نے دوبارہ مٹا  
قبل اس سے بھر دیجی میک اپ کرنا چاہتا۔ ہمیں جو فرمان  
بھی کمر و عدنان خلیلی ہی کے نام سے حاصل کیا تھا۔

جیروم اسی عمارت میں ملا جہاں جیدونے سے مٹا  
تھا۔ دن دو خوشی میں اس کی شکل عجیب تک اسی تھی۔

دوسری آنکھ کی عدم موجودی نے چھر پر دیرینی پھیلا دی۔  
حیدنے نے جو سوکیا کر کے وہ بہت زیادہ غورم ہی ہے۔

اب۔ مجھے کی کہنا ہو گا؟" اس نے مروہ سی اوڑ میں  
حیدنے سے لے چھا۔

"فیما جاں ہیں رہو گے کوئی ابھی تک اس سے  
جیسے کوئی ہمیں ہیں ہیں؟" حیدنے نے جواب دیا۔

"وہ زندہ ہے۔ یا میر کی؟"  
"زندہ ہے۔"

"اگر زندہ ہے تو مجھے اپنی زندگی سے ملیں جائیں  
حیدنے چھر نہ بولا۔ جیروم کی ایک آنکھ سے ایک نہیں

قطڑے گال پر ٹھکا ہے۔

"ہو۔ سکتا ہے تمہارے اندر یہ شے بنیاد ہوں؟"  
نہ کہا۔

جیشید تھا۔  
"میں تصویر نہیں کر سکتے کہ کہ کس پوزیشن میں ہیں؟" اس  
نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا اس کیا چاہیتے ہیں؟" اور کاکولہ۔  
"اگر اس میں کی خبری مل جاؤ۔ ہم تو حکومت

کو پوزیشن خراب ہو گی۔ کوئی کیہ کیہ ادارہ و دولتیں کی امداد سے  
قائم ہو سکتا۔"

"میں جانتا ہوں شستر میخ بر لیکن غبن کے سلسلے میں  
چھر بھی نہیں جانتا۔"

"جباد نے اتحادی رقم فوری طور پر تو ہم کو کی ہو گی  
پہنچ دیکھیں اس کا پچھہ حصہ خود محفوظ رکھ جائے۔"

"ملک ہے۔" اور ڈکاٹے بے پر دافی سے کہا۔  
"تو چھر سیڑی مل کر گو؟"

"میں کس طرف مل کر سکتا ہوں جتاب؟"  
"میرے ساتھ مل کر تلاش کرو۔"

"کہاں تلاش کروں؟"  
"جہاں جہاں اس کے ملنے کا اکا انہوں ہے۔"

"میں آپ کو کس طرف یقین دلاؤ کر سکتا جائز کے جی  
مناملات کے بارے میں پچھل بھی نہیں جانتا۔"

"بھر جی بھر جی دوڑ میں کوٹلاش کریں تو اس میں کیا  
حرث ہے؟"

"کوئی حرث نہیں ہے۔" اور اکا رانچ ہو گکا بولا۔  
"ابس تو چھر سیڑی دوسری کاں کے منتظر ہےنا۔" کچھ کھر  
دوسری طرف سے والٹ منقطع کر دیا گیا۔

پہنیں کس تھم کا اوڈی ہے۔ ہو سکتا ہے جائزی کی طرف  
تیزی میں تسلق رکھتا ہو یونک دربی ہاؤز سے تو اسے

پہنچے کا کاہ کر دیا گیا تھا کہ جاؤ میں بھر جکہ یہ کے کا  
وہ تنظیم سے متعلق تھا۔ ہمیں کچھ کھر میں ہے تو  
عین کی بات صرف ادا کاہی سے کیوں کی؟ اس سے مشتبہ بھی جوں

سے پہنچ جو کیل دیکھیں کی ہے۔ ہمیں جیسا کی، اس سے مشتبہ بھی جوں

تو کسی دوسرے ذریعے سے بھی یہ بات ادا کاہ بھی ہوئی۔

بچپن لاکھ کا بن معمولی اور قدریں۔ بیکل کی اگ کی طرف  
یہ خبر پوری میں پہنچ لگی ہوئی۔ ہو سکتا ہے جائز

وہ جو اس رے یہ یہ سے ہے  
”نہیں میں تم سے اس مسئلے پر متفق ہو گیا خداور سے

بھی سوچتے کی بات ہے تم خواہ اپنی نہیں تو ہیں میں کچھی کلیں  
ہمارے دل نہیں کیے کہ ساختہ ہوں گے۔ قادروں ضوابط  
کی پابندی اس یہے کرانی جانی ہے کہ غیر کی نشیکل ہر جا  
ہمارا غیر نشیکل یا جکا ہے۔ اگر بات نہ ہوئی میں اس  
حورت کو ماردا لئے کی نوشش کیوں کرتا۔ یقین کرد مجھے  
اس سے مجبت ہے“

”اچھی بات ہے! حمید طولی سانش لے کر بولا۔ میں  
تمہاری شکل تبدیل کر دوں گا“

”ذمہ الدار کو فریضی یا حمید کی تلاش تھی کہ نکون اپکر آصف بری  
من اس کے سر ہو رہا تھا۔ الذرستہ جمال الدشاستری کے  
ہم شغل کی بیلی فریضی کے ایسا کوئی حق چھپا اصف ہو گئی تھی  
بھی جا پہنچا۔ وہ اسے بتاچکی تھی کہ جو باتی پولٹری فارم می  
لیباڑی انجام رجھے۔ ان بی طاقت افزوں کے غلیث ہی  
میں ہوئی تھیں نیک جب اصف پولٹری فارم پہنچا تو جوڑی نے  
اے پہنچنے ہی سے انکار کر دیا۔ جب اس نے افسر کے  
غلیث کا خواہ دیا تو اس نے اس سے بھی لا علی ظاہر کی  
سرے سے ہی انکار کر دیا کہ کسی کرامہ روپر مزے ملی  
تھی۔ در اصل اصف سے پہلے حمید اس سے مل کچا تھا  
اور اس نے اسے جیسی تھی پڑھا دی تھی اسی کے مدد  
وہ اصفت سے پیش آئی۔ اصف اسے شر نیقا اندان میں  
ڈکلیاں دے کر چھپا افسر کی طرف پلٹا۔

ادھر افسر نے تو گویا بھس میں چنکاری ہی ڈال دی۔  
چنکا تم تاہمیں کس مرنی کی بات کر رہے ہو۔ ایسی کوئی  
لڑکی مجھ سے نہیں آئی تھی۔ تم نے خواہ دیکھا ہو گا۔  
ظاہر سے کا صفت پاک ہو گیا ہو گا۔ جو چھپا بیک  
آیا تھا تکان کھتا جلا گیا تھا اور شاید تھا اسی تکان  
سماں کو نصت ہو گی تھا۔ افسر نے سوچا خواہ خواہ اجھن میں  
پڑنے سے کیا فائدہ۔ فریڈی کو اس کی اطلاع دے  
دیتا چاہیے۔ وہ خود ہی اصفت کو سنبھالے گا۔  
اسی تلاش کے دروان میں ایک جگہ قائم سے مدھیر  
ہو گئی اور اس نے اس سے حمید کے بارے میں لو جا۔  
”میں خود ہی دھرم نہ رہا ہوں ساٹے تو وہ تنخیں  
نکال کر بولا۔

”چھپا بیک کوئی حورت تمہاری زندگی میں نہیں آئی“

”میں چھپے ہیں جانتا۔ تم کو دیوارے کا فن مجھے نہیں آیا“

”اسی سانش کے کرلاٹا یا چولا شوری طریقے کی وجہ  
کی وجہ کی وجہ کے بارے میں میرادم گھستا ہے“

”میں اس کے بارے میں کیا بتا سکوں گا؟“

”میں نے یہاں ایک الماری میں میک اپ کا سامان میں  
دیکھا ہے۔“

”تم مجھے کوئی نیچی باتیں نہیں بتا رہے یہاں مجھے دیکھو کے  
میں نے تم پر اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں کیا“

”ہاں... یہ بات میرے لیے بھی عجیب ہے“ حمید نے  
سر پلا کر کہا۔

”لیکن میں نے تمہارا نسب نامہ بتا رہے اور تاپٹا  
سنا رہا ہے۔ اسی کو کافی سمجھتا ہوں۔ تم ذاتی طریقے دیکھی ہو تو  
تم تمہارا ذاتی غیر بتانے پر تیار ہوں۔“

”مگر مجھی تھیم کے قواعد ضوابط کے خلاف ہے؟“

”ہر شخص سے چھپا ادا خیال لوگ علی والبستہ ہوتے ہیں۔“

”از ادا خیال کا نام لے کر تم بہت بڑا خطرہ مول لے  
رہے ہو۔“

”میں گزاروں کا گیو نکل تھیں رہتا بھی ہوں۔ چھپی رات کی  
کام سے باہر رہتا رہا تھا۔“

”تم یہاں تمہارے ہے ہو؟“

”دنی احوال تenzaہی مجھے لو۔“

”او ہوتا کیا مستقبل تری میں تمہاری رون ہونے والی“

”شاید ہر ہی جلے کیوں نکل میں عنقریب ایک ایشیش  
کی خیریتے والا ہوں۔“

”کہتا خیریتے والے ہو؟“ اس نے مالوسان اندوزہ پڑا  
کیوں کیا یعنی افسوس ہوا۔“

”میں سمجھا تھا شاید واکر کرنے والے ہو؟“

”نہیں جانی۔ کہتا خواہ دن رات بھوکتی رہے اس  
کی زبان میری سچھی نہیں آئے گی۔“

”حورت کی زبان سے ڈستے ہو؟“

”اگر میری کھوپری میں گئے کام مقرر ہو تو اوقطی نہ درستا۔“

”بڑی۔“ حمید ہنگ کر لولا۔

”تم گلا گھوٹ کو مار کر ہو۔ مجھے تو یہ بھی نہیں  
ہو سکے گا۔“

”ضروری نہیں ہے۔ اس کا تعلق تنقیم سے نہیں ہے  
”چھپا بیک سے ہا مھوں کوئی ختم کمرانی جاری تھی۔“

”میں چھپے ہیں جانتا۔ تم کو دیوارے کا فن مجھے نہیں آیا“

”تمہارا ہنپتے گا۔ تمہاری میں بھی علم نہیں تھا۔“

”میں اس کے بارے میں کیا بتا سکوں گا؟“

”میں کوئی بھی مجھے میک اپ میں بھی رہتا رہتا ہے،“ حمید  
دیکھا۔

”میں اسی ایک تبدیل ہر ہے۔“ حمید مکار کو بولا۔ جب  
کی تھی کوئی سانش سے ذمیں کی طرف آر رہی ہے تو اس  
کی احتیاط کر لو۔“

”بھجتے ہو تو نہیں ہیں میں کی مزورت!“

”دو یاروں کے دریاں میرام گھستا ہے۔“

”بھجتے ہو تو نہیں ہیں میں کی قدم نہیں  
اخلاستا!“

”جیروم کچھ بولا۔ حمید نے جیب سے تباکو کا یاروں کا  
اور سکریٹریوں کرنے لگا۔ میک اپ میں دہ پاٹ سے  
بھی نہیں لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد حمید نے کہا۔ تو حمید  
جس تھا چھوڑ جاؤ گے؟“

”خوتوں دیس کے یہے۔“ حمید بولا۔ بہر حال میں رات  
بیس گزاروں کا گیو نکل تھیں رہتا بھی ہوں۔ چھپی رات کی  
کام سے باہر رہتا رہا تھا۔“

”دنی احوال تenzaہی مجھے لو۔“

”او ہوتا کیا مستقبل تری میں تمہاری رون ہونے والی“

”شاید ہر ہی جلے کیوں نکل میں عنقریب ایک ایشیش  
کی خیریتے والا ہوں۔“

”کہتا خیریتے والے ہو؟“ اس نے مالوسان اندوزہ پڑا  
کیوں کیا یعنی افسوس ہوا۔“

”میں سمجھا تھا شاید واکر کرنے والے ہو؟“

”نہیں جانی۔ کہتا خواہ دن رات بھوکتی رہے اس  
کی زبان میری سچھی نہیں آئے گی۔“

”حورت کی زبان سے ڈستے ہو؟“

”اگر میری کھوپری میں گئے کام مقرر ہو تو اوقطی نہ درستا۔“

”بڑی۔“ حمید ہنگ کر لولا۔

”تم گلا گھوٹ کو مار کر ہو۔ مجھے تو یہ بھی نہیں  
ہو سکے گا۔“

”پڑا گا کہ کہیں اس سے کوئی غلطی تو نہیں ہو گئی۔“ دھ جیروم کی  
حد تک اسی تنقیم کے فرکار دل ادا کر رہا تھا اور اسے تنقیم کے  
اصول و ضوابط کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا۔“

”رہنا پڑا ہے نہیں ہیں میں کی اندرا میں  
دیکھ جا رہا تھا جیسے اپنے سوال کے جواب پر صرف ہو۔“

”ہم اپنی میں کی تھتکوں نہیں کرتے۔ اپنے کام سے کام  
رکھتے ہیں۔“ حمید بھرپور دیکھ بولہ۔

”تم مجھے کوئی نیچی باتیں نہیں بتا رہے یہاں مجھے دیکھو کے  
میں نے تم پر اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں کیا۔“

”ہاں... یہ بات میرے لیے بھی عجیب ہے۔“ حمید نے  
سر پلا کر کہا۔

”لیکن میں نے تمہارا نسب نامہ بتا رہا تھا اور تاپٹا  
سنا رہا ہے۔ اسی کو کافی سمجھتا ہوں۔ تم ذاتی طریقے دیکھی ہو تو  
تم تمہارا ذاتی غیر بتانے پر تیار ہوں۔“

”مگر مجھی تھیم کے قواعد ضوابط کے خلاف ہے؟“

”ہر شخص سے چھپا ادا خیال لوگ علی والبستہ ہوتے ہیں۔“

”از ادا خیال کا نام لے کر تم بہت بڑا خطرہ مول لے  
رہے ہو۔“

”میں بہت دوں موت کی تلاش میں ہوں۔“

”ہم بھی میں۔“

”انسانی نظرت تہبیل چاہتی ہے۔“

”تبدیلی کی خواہ ہے تنقیم سے فرار کی طرف بھی ہے جا  
سکتی ہے۔“ حمید نے پر ڈشونس پہنچے میں کہا۔

”کچھ داروں کا سے مستثنی ہیں۔“ قواعد ضوابط  
کی بندش ناتھی لوگوں کے لیے ضروری ہوئی۔“ حمید نے  
کہا۔ اندھی آزادی کا نام لے کر جو بھی میں تنقیم سے برگشتے  
تھیں پر سکتا ہو۔ میں کی افادیت سے کاملاً داقیت  
رکھتا ہوں۔“

”ابیں ان بالوں میں سرنہیں کھپانا چاہتا۔“ جیروم اپنی  
پیشافی ملتا ہو اپلا کوئی اور بات کرو۔“

”وہ بڑی بہت خوب صورت ہے جسے نے مار ڈالنے  
کی کوشش کی تھی۔“

”ادھر اسے بھی نیا ڈیار دلاؤ۔“

”اگر اسے سرتاہی ہے تو اور کسی کے ہاتھ دب مجبانے  
گی۔“ حمید نے کہا۔

بھی فاصلہ بڑھا رکھنے کی کوشش کرتے۔  
اور پھر انور نے ان میں سے ایک کو امانت کے ماتحت  
کی شہست سے بچا لیا۔ اب بات بوجوگتی میں اگر وہ  
سیدھا تباہی پر لٹڑی قام کی طرف چلا جاتا۔ اُس نے پھر  
ایک دم رفتار پر ٹھانی اور لوڑنے کے کوڈاپی کے لیے  
پہنچ پڑا۔ پورن لیٹت و دفتر اس اعزازی آڑے سے آئی  
ہوئی تو ایک ایجینٹس گھڈی سے یقینی طور پر نکر ہو جاتی  
جو خالہ سخت سے اربی میتھی۔ تھا قبرنے والی موڑ  
سائکل اس کے نکالی چالی گھنی میں۔ ایجینٹس گاڑی کے  
پر لیکے پہنچ چاہے۔ انور کی موڑ سائکل اس کی الگی نشست  
کے دلیل دروازے سے ہرمن ایک فٹ کے قابلے پر  
رکھتی تھی۔

اینجوں لئیں گاڑی کا دماں ٹور سختی سے پرتوں میچنے ہے  
ویچھے جاری ملائیا پھر قبل اس کے کہ افراد کچھ کہتا اس نے کوئی  
سیال شے اس کے پھر سے پر اچھاں دی اور انور کو خوری  
ٹوپ پر ایسا حکم ہوا چیز پورا بھجوئی تیر آڑی میں جلس کر رہ  
گیا ہو۔ وہانچ چکرا گیا اور غشی طاری ہوتے ہوتے اس  
نے سوچا۔ کیا اس کے پھر سے پر تیزاب چھکنا کیا ہے؟ ات  
تیزاب... اور اس کا ذہن تاریکیوں میں دوستیاں۔  
بینک دلوں پتھروں کے روپ میں باہر نکلتے ہیں۔ جیزرم کا  
میکاپ بھی حبید، ہی نئے کیا تھا اور اس نے اُنکے والا عجیب  
چھپنے کے لیے تاریک رشیشوں کی عینک گلکالی تھی۔ بخود  
حید کو یاد کر رہے میک اپ میں تھا۔ بیغنا عذلان خلیلی کے  
یہ کاپ پر قصہ و اوریزی اور سوچھوں کا اضافہ کیا تھا۔  
تجھنے ایسی دلت میں کوئی اعتماد نہیں  
اٹھایا تھا بلکہ دیکھنا چاہتا تھا تیر و مرکی تجھر کا مقصد کیا ہے  
اس طرف دہ کیا رونا چاہتا ہے اُسے کہاں لے جانپا جائے گا  
ٹیسیل کے اڈے پر بینچ کر حید نے اس کے پیچا  
”کہاں چلو گے؟“

جہاں دل چاہے نے جلو۔ اسے جواب دیا۔  
”میں تو کھلے، سماں کے لیے پائیا چاہتا تھا۔“  
”سماں یہ ہے کیسی بی تینیں کہاں نے جلوں پر  
چلو تو پھر لوں ہی بے مصرف مارے چڑھتیں۔“  
”بے مصرف پھر ناٹومیرے لیک سے باہر رہے گیا۔“  
”کسی ایسے بھوٹ سی چلیں جہاں فلور شو ہوتا ہو۔“

۱۰۷  
فیں تھیں سمندر میں ٹوپ دے گا۔  
بہار سے: ”قائم حکوم نکل کر رہ گیا پھر قبول  
کرنے والے یہ کچھ کہتا ہو خوف زدہ اور ازت میں پڑیا۔  
کہا۔ اسے پاپ سے:  
اللہ تعالیٰ انت اذ انہیں بلکن جھیکائی او رہنمۃ سے  
کہ عدو دشمن شاید میں تھاری بچہ مدد کر سکوں۔“  
وہ بھی سمجھی... سوچا کہ تا ہم لوں کہ جا کر سمندر میں  
کی اکاؤں شفافیت پہنچتا ہوا یہاں لے لے۔  
۱۱ ہمارتے رہ گئی۔ انور طبلی سانس لے کر بولا: وہی  
اک تیں ملنا کرتا ہے کہیں در کج جج جا کر ڈوب

اے اس تیار کروں الور بچائی۔  
اے اس تیار کروں بتو شیرس کی عامل کامل کو متاثر کروں گا؟  
اے اس تیار کروں ۔  
اے اس تیار کروں مل جاتا میں تمہارے یہ کچھ بھی  
اوہ کا۔  
اے اپلڈ و ہونڈریں ۔  
اس نے اجنب اسٹارٹ کیا اور دلوڑا کے بڑھ گئی۔  
ایسا سائل اس کے چھپے ہی تین ڈس اس سے  
بڑھا راست کے درواخت خود اس کا تھافت کر رہے  
ہیں اس کی ٹھوڑی سا مکمل بری چھت۔ اور اب یہی  
ٹھکانہ اس سماں ساخت و قوت مناسب کرنے سے کیا  
ہے ہی طور پر پھر کنڑا چاہیے۔ لبادا ایک بگھ جب  
کی بھیرس ہیچس کی فراز سے پانچ موٹر سائل  
کا الی ہی اے لیعن حقاً کوئی قائم کو اس کی خیر کرنا۔  
اے ای۔ وہ تیرتے سے آگے نکلا چاہیا۔ سوچ رہا  
ہے جوڑی سے صرف ایک بسی پایارہ سٹاٹھ ہو گیوں ت  
کچھ کچھ کی جائشے اس وقت وہ ڈیلی ہی پر  
اس نے موٹر سائل بھر جاتی پولٹری فارم کے  
پرہیز ایں دی۔

فہری اکابری سے نکل آئتے کے بعد ہی اسے ان دو قسمیں  
کامیاب علماء کا علم پورا کا تھا جو اس کا تناق卜 کر رہی تھیں  
وہ اپنی موثر سائیل کی رفتار کم کر دی۔ ویکھنا چاہتے  
اکون لوگ یہی تناق卜 کرنے والے شاید فری طور پر  
اپنے بیان کا لئے تھے تو اس نے رفتار کم کی ہے دوسرے

"شاملہ پہلوان کہاں سے آپنی؟"  
 "اباں کے اکھلے کی ترقی کراؤں غایہ"  
 "کیام اسے جانتے ہوئے"  
 "نام سناتے"  
 "بھی ملے ہی ہو؟"  
 "غیر تو سا بے کو وہ اپنے اکھارے کو ترقی  
 چاہتی ہے لیکن مالی حالت اجازت نہیں دیتی۔"  
 "تو تم اس کی مالی امداد کرنا چاہتے ہو؟"  
 "بھی بات ہے"  
 "آج کل مجھے ہی مالی امداد کی ضرورت ہے۔"

تو پھر میں تیک کروں ۔ ”  
شاید کوہاں تلاش کرتے پھر دگے میں تھے  
سے مرحوم ہوں اور تم انسانی ہمدردی سے کام قدر جنم  
تھوک پھٹے پڑتے ہوئے ”  
”دل ... لینک ... لینک“ تاکم ہنرمندوں پر زبان  
کر رہا گیا۔  
”اب کیا پریشانی ہے۔ میری مدد کر کے دلی سک  
حاصل کرلو“  
”اے بیجاو!“ تاکم کھسپیانی ہنری کے ساتھ اب  
”قیامت لوئیڈ یا ہو؟“  
” تو صرف لوئیڈ کی مدد کرتے ہوئے ”  
تاکم نے تھیسے ہونے شاندار میں سفر بلادیا۔  
”ابے ادھوڑے جیش سرمایہ دار، یہ انسانی ہمدردی  
تھیں عیاشی سے!“ انور دادتی میں کرلو۔  
”غم... میں تمیں جان کے مار دوں خا۔“ تاکم  
دروازہ کھل کر کاری سے بچا ترنے کی کوشش کی۔

"بس پڑا مان گئے؟" اندر ہنس کر بولا۔  
 "تم مجھے غالباں دے رہے ہیو؟"  
 "تم غلط مجھے میں نہ تو اس آسیب کو کامی دی تھی جو  
 پرسلطان ہے"  
 "آسیب! قائم کی ذہنی رو بہک گئی۔ جسم زدن  
 آنکھوں سے خوف جما لئے لگا۔  
 "ہاں آسیب میں دیکھ رہا ہوں۔ تھیں اس  
 نہیں ہوتا۔"  
 "اجھا..." تاہم سو لفڑوا کو کھڑا مٹھا چکر کر رہا

۱) کیوں تھیں کیا تکلیف ہے؟  
 ۲) تام اُسے قہر ہار دنکنوفو سے دیکھتا ہوا بولا۔ پہلے  
 خود ہمی تیار کیا انسکار قریباً  
 ۳) کیا مطلب ہے کیا کہر ہے ہم۔ کس نے انکار کر دیا؟  
 ۴) فلم اسٹار شاداں نے?  
 ۵) میراب سمجھی ہیں سمجھا؟  
 ۶) فلم اسٹار شاداں کس بات سے انکار قر دے غی؟  
 ۷) قائم تھے پھر مخانے والے بھی میں بوجھا۔  
 ۸) بھی میں کیا باستکتا ہوں سن۔ تم، ہی بتاؤ گے۔  
 ۹) اچھا تو بتا ہوں سن۔ ساے نے قیامت دیا ہے!

جگہ کو سانس لینے کے لیے رکا اور بھر لیا۔ وہ میری بیٹی  
پار تشر بننے والی حق۔ سالے نے اسے بہکادیا۔  
”تم لفظ سالے پر اس قدر کیوں فرزد رئے ہے؟“  
”ہر جگہ سالاں جاتا ہے۔ اچھا تم ہی بتاؤ۔“ قیا  
میری بیوی اس کی سیکی بہن ہے؟“  
”میں کیا جانوں؟“  
”نہیں ہے لیکن تہباں قبی عورت نے مسکرا کوئی  
طرف دیکھا جب تھے سالاں جاتا ہے؟“  
”بھیجی بات ہے۔ کہ دونوں مل کر اسے تلاش کرتے  
ہیں۔ تم ذہن پر نزد وردے سکر بتاؤ کہ وہ بہماں مل سکے گا؟“  
”خود سالا ہر عورت کو مسکرا کر دیکھتا ہے۔“ قاتم  
اس کی بات پر دھیان دریے خیرابی رویں بوٹا جالا۔  
”تمہارا رشدہ کو بھی مسکرا کر دیکھتا ہے اور تم اتنے  
بے عنیرت ہو کر پچھلے نہیں بچتے۔ مار سالے کو؟“

”ملے بھی تو“  
”مار دئے؟“  
”چوتلاش کرنے میں“  
”تیسے چلوں۔ میں خاری میں ہوں تھم مور سماں پر“  
”یس بچھے بچھے آرٹی ہوں۔ جہاں اس کے ملنے کا  
امکان ہو وہیں کارڈی روک دینا؟“  
”قائم ہجھتے ہوڑ میں جھک مارتا چھرم ہوں؟“  
”قائم نہیں نکال کر کھبا۔  
”ہو سکتا ہے جو دوں مل کر تلاش ہی کر لیں“  
”جھنمن میں جائے۔ اب میں شاہینہ پہلوان کے پاس  
جاوں گا۔ شاداں کی ایسی تیسی۔“

کون پوچھتے ہیں، اس نے دروازے کی طرف دیکھا اور اٹھا  
پہنچنے لگا میکن دروازہ نہ کھلا۔

بیکار ہے مسٹر افرید عقب سے آواز آئی اور وہ اچل  
پڑا۔ تیری سے ملا جائیں کوئی نظر نہ تھا۔ ۱۰۵ سے ساعت کا  
واہم گھنٹہ پر کمی تباہ رخچا پھر وہ اپنی لگدی سوسنبلی اپنے ہاتھ کو  
آواز بھرا کی۔ پریشان ہوئے کی تزویرت خیال تم باکل مخفوظا  
ہو۔ صرفت یہ مسٹر افرید موت سائکل بھی۔  
”تم کون ہو سائیکل آف“

”سینا نہیں ہے کیونکہ تم سے کوئی دُور بھول صرف  
میری اواز تی تم تک پہنچ سکتی ہے۔“  
”اس ملاقات کا مقصد ہے؟“ اور نئے نئے لمحے میں پوچھا۔  
”تمہری سب ذہن اندر ہو۔“  
شکر ہے! یہ تم مجھے فون پر بھی بتا سکتے تھے۔ اس کے  
لیے اتنی زحمت کیوں کی؟“  
”عجمی ای میرزا باقی کا سوتھن بھی حاصل کرنا خابستا تھا۔“

”محبادہ کی سیرت یا کام سرفت جی میں حاصل رہنا چاہتا تھا۔“  
 ”نادید و میری بان! اس ہر ہر لکن کی وجہ؟“  
 ”محبادی و وجہ سے پہلا ایک کھیل بجڑ دیکی۔ تم نے حیرالد  
 شاستری کی واپسی کی خبر اس طرح نہیں چلائی جس طرح ہم  
 چاہتے تھے تم نے اس سلسلے میں شاید کوئی فریادی کے  
 مشور پر عمل کیا تھا؟“  
 ”تم خدا اخیال غلط نہیں ہے۔“

اور اب تمہارا ایک کام اسی طرح کر دے جس طرح  
کچھ میں گئے ہیں  
”ہو سکتا ہے میں میں کوئی کام معاوضہ کے بغیر  
نہیں کرتا۔“  
”معاوضہ دینا ہوتا تو ہم میں سے کوئی تمہارے دفتر  
میں حاضری دستا نہ ہے۔“

بی پرستیں تمہارا کوئی کام بھی کر سکتا ہے  
دیکھا اعمان۔ جنہیں ہر بھال سے نفل جانشی میں کامیاب  
ہو جاؤ گے۔ مسٹر اوزن کی دمہ میں مبتلا ہونے کی ضرورت  
نہیں۔ تمہیں لکھرے سے لکھرے سے ملیں بھر میں رکھتے ہوئے  
”میرے لیے مر جانا کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں ہو سکتا“  
”بے وقوفی کی باتیں مت کرو دے“

”میں نے تمہیں حقیقت سے آگاہ کیا ہے!“  
خیران بالوں کو چھپوڑو۔ معادنے کے مٹے پر بھی

اب کا حال ہے؟ یحید نے مختوبی دیر بعد پرچھا:  
اس سے اب تذمیر سیٹ کی لپشت سے کامیاب اخفا

لے لائیں سے ظاہر ہجور رہا تھا جیسے ہاتھ پر بردھیتے  
کیل۔

بیانیت ہے کہ محمد نے باز و چر کو طایا اور وہ  
اپنے اُنی کی طرح اس پر آگرا۔ بدقت تمام اسے چر  
کا۔ بخش تو میک ہی جل رہی تھی۔ ایسا ہم  
کو اپنا بچکار آہی تھیں اور شاید وہ بے ہوش

اُس آجائے پر بھی بہت دری تک اس کی محیرتی ہیں  
اوہ اس پوزیشن میں ہے اوکھا ہم ہے یاد و اشت  
اوائی کی طرف نہ سے حاکمی جس کی پیاری ہوئی  
لما اس کی سب سے بڑی وجہ یعنی کتاب وہ  
بیوہ بلن ہیں محسوس کر رہا تھا اس سے بے ہوش  
قبل دجال سموا تھا۔

اے سوچ کر جائیں اور دوبارہ سوچا تھے کہ  
اس نے آنکھ سنکر کیں اور دوبارہ سوچا تھے کہ  
اس نے دکا۔ غالباً پیغمبر مسیح کو وہ اپنے بستر پر ہے  
الذرات کو جانکر اسکے مکمل جانی ممکن تھی اور جو کوئی بیر  
نیت سوچتا رہا تو اس وقت میں دوستی علی<sup>ع</sup>  
کی اور دشک اسی لمحے میں جب دشمن پر  
کرنے لگی تھی دشمن شور دیا ایک جھما کا

ادا شت کی سلی پر وہ وقوع ایسا جس کی  
کلاری ہوئی تھی۔ وہ بھکارا کا طبقہ میٹھا تو بھر  
اس سماں کا اس سنتے وقوع کی سیارہ ایسی بیانی  
لے لیں وہ کہاں پھر براہ اندراز می رہتے  
بافت نہ نئے تکا۔ وہ ایک نرم اور آرام دہ بھر تھا  
ایک بھائی کی ایسی بیانی کھو میٹھا ہے

کے لئے جو فرش پر بیکار کے پھر وہ بستر  
بی رہا تھا کہ چاروں طرف روشنی چلی آئی تیر کشم  
الذی انھیں چند ٹکڑے کر رہے گیں۔ تو گورا۔ تو گورا  
ای محفوظ سی۔ اسی تحریک سے دہ سب کچھ بھول کر  
آل کے طور پر اس نئے انھیں بذرکری میں پھر  
تکھوں۔

ایک مددگار کی خوبی کا سیکھی۔ وہ تو اس کا غواص اس تصور نے اُسے خاصاً محظوظ کیا میکن یہ خود اپنے کل

صرف تمہی پر یوگے“  
”لوچھر میں علی ہی بیویوں گا۔ خردی کر ساختے ہیں  
حیدر جہڑہ بولا۔ عقور دی در بوجہ سرمو نے پوچھا  
محبے جو دی کے بارے میں پوچھتائے سکو گے؟“  
”میں اس کے بارے میں لیا تھا سکتا ہوں؟“  
”تم نے اسے دیباہ بھی دیکھا ساختا؟“  
”نہیں تو۔ اس کی قدرت بھی کیا تھی۔ تم بارہ بارہ کر  
بعول جاتے ہو کوئکھا پتے کام سے کام رکھتے ہیں اور اتنا  
کوئی نہیں تھا جس کا ساختا۔“

رسیں ملائیں جانے کی  
میں معاشر چاہتا ہوں کیسیں میرا دماغ نہ خراب ہے  
ایسی سر تکڑی دُنیا کی تاریخ میں نہیں ملے گی۔  
کسی سر تکڑی ہے؟  
کیا یہ سر تکڑی نہیں ہے کہ ایک چاہتے والے  
انچھے جو کوارڈ انسن کی کوشش کی۔  
دُنیا کی حکومت بہادر کی خلیفہ ہے یہ چیدہ والا۔

۱۰۷۸) ایڈیشن ایم نیکسٹ سے حل نہیں آتی تھا۔  
دن قدر ای کی بجائے کی جو تھا وہ اپنے تھا اور یا توں سے  
پہلیں "بیگری خود زندہ ہے میں بولا" مجھے غلط  
گھوکھیں۔ بہت دلکھی ہوں۔ وہ تنقیم کی بحث ہی میں  
نے مجھے اس فضل سے ادا کیا تھا۔  
غیر عطا طاہر و کفتوں مدت کیا کرو" حیدر نے ہدایا

بچے کیا ہے۔  
میں تمہارے اشکر گزار ہوں دوست۔ تمہاری جگہ اور کہ  
ہوتا تو کب کا بجھے کوئی مار پھاہ رہتا تھا۔ لیکن کوڑے کا سدا  
کے بعد سے میرا ذہن میرے قلب میں ٹیک دیا ہے۔  
میں تمہارے درد کو محبت ہوں۔ حق الامان تھا  
چنان کی پوشش کر دیں گے۔ تم قدر کے لیے نسلکے خدا  
ایسا نہیں۔ اگلے دو تھانے اسے اپنے سامنے رکھتا۔

بڑا بارہ سو اور دس سو ہزاری ربانی پر گیریں اجا جائے ہے؟  
اوّلیٰ میں پاگل ہو گیا ہوں ”  
دوسرا بیس اسے اپنے ذہن سے جھک دینے کو  
کوشش کروئی۔  
امیری بیعت بگردتی ہے مجھے چلو نہ  
پڑے لڑکا اکڑلا۔ حمید نے سہلارے کا سے سنہما  
تھے کی کشک کی کشک کی کشک کی کشک کی کشک

مکاپر ایس پی کی رسوائی اور وہ دو نوں ڈیام کاہ فی صرف  
روانہ ہو گئے۔

اُس حدیث کا اذنازہ فوجیں تھا۔ جھلاتر کوں کو اُس  
نیفیر سے کیا پڑھیں گوئی تھی سے؟

"پھر کسی محاصلت پھر دیے تم نہ۔ یہ ہم یہی ہوتے  
مجھ سکتے ہیں کہ یہی نظم کی کاپ پیچی ہوئی ہے؟"  
"اوہ... مخالف کرننا میں بھول گیا تھا"  
دوغون پڑھی درنک پیدل ہی شرکوں پر پھرستے رہے  
جہوک کی تو ایک جو ای ہوش میں جائیشے جس کی فضا یعنی  
کے کب اپن سے بھی ہوئی تھی۔  
"اُخ خوش نہ ادا کرنا کہ انہوں نے ملکہ نہ کیا۔ لکھنا۔" ۲۶

"اں خوشنستے مایا بار بھجے ایک طرف صینیا ہے۔"  
 سیرم دنک سکول کو مردی خوش بردار حاصل کرتا ہوا بولا۔ لیکن  
 بھی ہفت نہیں۔ پتائیں کیا پڑیز گروہ؟"  
 "تم نے اپنا ہی کیا تقدیر فتح چیز صحیح تھیں بے اپنی  
 کے لیے ترقی۔ خیریں دیکھتا ہوں۔ بعض ہوش والے  
 سامواد مرد طبیعتی تکاری مدد و درستے ہیں۔" اس نے کہا تو  
 ایک لڑکا کو بلاک لوٹھا اور کہا۔ "مرد چونا اے"

”لذید کھانے ایسے ہی ہوٹلوں میں ملتے ہیں۔ کسی دن  
میں صیف کے پائے اور ادھر بڑے کوٹلے بھی کھلدا ہوا گلا کا  
لذیذ چیز سے ویسے پر پچا۔ اور صیف بپس کرنے پڑا۔“

مکالمہ میں اس سچائی کا اعلان کیا گی۔ اس کی وجہ سے اس کو اپنے دل کا انتہا کرنے والے افراد اپنے دل کا انتہا کرنا پڑتے ہیں۔

۵ اس سلے میں تھا راستہ نہیں دے سکوں گا۔

غور کیا جاسکتا ہے

بات صاف نہیں ہر قسم شری باقی ہے اور پھر اسی تک

بے بھنی نہیں بتایا ایسی کوچھ کرنیا یہ بھگتا ہے

”بجز ایسا ستری میں وقت دیکھتے پر مسلم ہوا ہے“

”کیا ان عجیت پوچھیں اس خبر کی؟“

”دیکھیں کیا چکر ہے۔ وہ سوچ رہا تھا“

”نہ کر دیا اگر تو پورا شہر بھٹک دیں جائے گا“

”اُس کا کام طلب چڑا کر جیسا شہری حکومت کو ملے

کر دیں گے“

”ماں یہ خیر اسی نام کے ساتھ ملک کی جائے گی“

”ادا اسی کے بعد بھری گردان کیاں ہو گی، میں حکومت

کے ذمہ داروں کوں کل راج پیش دلائیں“

”خوش شروع ہو جائے“

”فیدی کی قیام گاہ کا بھت مہم ہو گیا ہے۔ اس

کے بارے میں تمہارے ہمراں کی کیا راستہ ہے؟ سوال

لیا گیا۔

”ابھی تک کوئی رائے نہیں قائم کی جا سکی“

”بالکل اسی طرح یہ راہیں کھینڈ دیں مگر بھرپور کہے

”تمہاری یہ بات بھری کچھ نہیں آئی ہے“

”بجز ایسا دوسرا دینا سے والپیں آیا ہے۔ اسے آئیں

”مجھ پر جی سلطان ہو سکتا ہے اور میں ہر سی سباہی

چھلا کے گوئے“

”اب تو تم نے اس بات کو اور زیادہ گھنکا بنا دیا ہے“

”تم جیسا شہری کے زیر دل آئے ہو مشر اور اور

اپ تم بلا معاون داں کے احکامات کی تیزی بڑھ گئے“

”یہ کیا بات ہوئی؟“

”میں کو سوں دور سے اسے تم پر سلطان ہوتے دیکھ

رہا ہوں“

”مگر یا تم بھی کوئی بدروج ہو؟“

”وہ حکومت کی پڑھتے وقت ابھی پر جھاش پر نظر کھانا“

”شاید تم ہے۔ زیادہ پی کرے گوئے ہو؟“ اور پر اس امرت

بننا کر دیا۔

”میں بھری۔ کہاں ای اور پھر ساتھا چاہی۔ اندر کو اسی

خوش ہوا جیسے کافلوں میں سیلیاں سی بچتے تھیں ہر ہوں تھری

دیر تک۔ بھی کیفیت رہی اور پھر دو دیوارے دروازے کی

لڑت ہر ادا اس کے سینہ پر نزد اڑنا کی کرت

لیکن سے سو دو دوازہ۔ ”کل سکا۔ تھک بار کو بھر

پہ آئی۔ ”خوبی میں وقت دیکھتے پر مسلم ہوا ہے“

ہونے سے اب تک پارے پارے ہے تھری پر گز پڑے ہیں۔

ستاں کیا چکر ہے۔ وہ سوچ رہا تھا“

بات اس کی کچھ بھی تھی کو فرمیں کو فرمی کی تھا۔

لیکن کیوں؟

اُس نے جیسا کہ اسکے ساتھ مل کر دیکھا۔ ”کل کو جس

دیں وہ دو قبوں بھی رہتے ہیں۔“ ہمیں فرمی تھی کہ اس کا

فائز اسکی تھی۔ ”وہ بالآخر اسی کے باقاعدہ مارے گئے۔“

اُس فرمی کی جگہ تھی اسی میں ایک گورت بھی کو کہا۔

خدا اور دوسرے ایک دو قبوں کی نارنگ سے ملک پر گیا۔

ہم رے اتنا بھروس پاکش پر گیا۔

اوایسی سے موڑ سا میکل کی ہوت دوڑا۔

لہیت ہے اخراج ملک۔ ”کے ساتھ کہتے کوئی

بھیدت نہیں ہوا۔“ موڑ سا میکل بھی تیر فشاری سے ملک پر

ہوئی۔ اسی تیر پارہ دھیعن کے ساتھ پیش کر کے کارکوڑی

کا سالہ پارک ہی تھی۔ ”کیا ہی میں یاد دیا رہا اس

دھوپ میں چلتے وقت فرمی جائیں“

بھروسی تھیں کیا کالا میں پا جاتا ہے۔“

کی ان کی نعمتوں میں کوئی وقت تھیں۔“ ہر قوت

ان کی جرماء مھرو فیات میں مغلظت کر کے کیا ہے۔“

اسے کس لارج اس عقد کے مصلوں کے لیے الٹا اپنایا

پور سے بیله کھلتے گزر جانے کے بعد اسے بھرک

خوسی ہوئی۔“ ایسا ہی مکتبا تھا جیسے رات کا کھانا تھا۔

چار دربار آئے۔“ اسے نہیں بھی اس کے قبیل پر مسلم

جادیجی تھی۔ بستر پر لیٹ گیا اور ہر جگہ تباہی نہ چل سکا کہ

یہ نہ ہے۔“

دوسری بار آج کھنے پر تو جو پنجاہی رو گی کہو۔

کسی پلک پارکی نیچ پہاڑا تھا۔“ یہی سوتا نہیں

تھی اب تھیں۔ وقت ابھی پر جھاش پر نظر کھانا۔“

کچھ فاصلے پر حرب پیچلی ہوئی تھی اور تیر بھی ایک سد

پر اس کی بھی موڑ سا میکل ہوئی تھا۔“ پھر کام اس

خوشی پر نظر فیاضی۔“ تو ہے۔“ چھلکن کے سارے دو

ایک ایک بارے نظر دیں۔“ اس کے سامنے پھر گئے اور وہ دو کھلا

موڑ سا میکل کی ہرن بڑا ہی تھا کیا یہ بیک بیک تھا۔

ادا است اسے کاہنے لگا۔“ اس کا رجع ہمید کی ہرن نہیں

کیا تھا۔“

عید نے سوچ کی تک کے فریضیں میں ڈالیا



طرح جیروم کی جیب سے پر اکابر بخونے والی ساری اشیا بھی  
 رکھی تھیں۔ انہی میں ان دنوں کے شناختی کاموں میں  
 سچے۔ جیسے نئے طفیل سانس لی۔ والگو واسنے کارڈ کے اشت  
 والی تھی جو پرسنل نے پہنچے ہی بارگر سے سیاہی پھر ورنی تھی  
 ورنہ پہلی کلعل جاتی اور وہ دو گ انہیں حصہ باندھ کر دال جائے  
 پس انکھوں نہ کرنے۔ ان کا کوئی نہ کوئی آدمی بھی بھال نہ چھوڑتا۔  
 ہر حال اس نے اُن کے پر ہکرا پتیجے دلوں پر فتح کیسا  
 اور جیروم کی پیزیز سوس کی طرف کھسکا دی۔  
 ”آن خودہ ہیں یہاں اس طرح کیوں چھوڑ گئے ہیں؟“  
 جیروم نے گو گو خود سے سوال کیا۔  
 ”ہو سکتا ہے کہ کوئی اگر تاریکی کی طلاع دینے کے  
 ہوں۔ کیر و میں یعنیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جگہ شہری  
 آنکھی سے الگ تھا۔“ جیسے کہ جو اور وہ باہر نکلتے  
 کے راستے کی تلاش میں متعدد روزوں سے گزرتے نہیں  
 صدر دروازے پر پہنچ کر رک جانا پڑا۔ کیونکہ وہ باہر سے  
 پہنچتا۔  
 ”اب کیا ہو گا؟“ جیروم بھرتی کوئی آدا نہیں بولتا۔

اپ لیا ہو گا ہے جس میرانی کو ادا نہیں بولتا۔  
میں تو دکھنا پڑتا ہوں کہ اب کیا ہو گا؟  
عقل سفرا نہ کر دے  
، مکن غلی پر کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ یہ درد زد  
جدید طرز کے ہیں ہیں۔ یا ہر سے کہنی لگائی گئی ہے۔  
ادھر صحن کی طرف۔؟ جسیں نے کھا اور تینوں کو خست  
کھپتے کیا۔ ایسا حلم ہوتا تھا جیسے چیزیں کار منہ کی کوشش  
کر رہا ہے۔ عبور ہی دیر بھا اس نے کہا۔ ادھر جلد تو شاید  
کوئی نہ ہیر جو گا۔  
کیا اندر سر ہو جائے گی جس میں تکھن نکال کر لیا۔  
وہم چڑھتے جیسے ایک جگہ دیوار پر کچھ غیر معمولی سی چیزیں  
نظر آئی تھیں۔

دیوار پر کنٹاری بھرگی اس نظر سے یعنی کہا  
لیکن چڑھو محن کی طرف واپسی کے لئے مریا خاتون  
میں پہنچ کر جو رست بانی جانب اشارة کیا ہے دیکھو ”دیوار  
کے جس حصے کی طرف اس نے اشارہ کیا تھا وہاں کبھی دروازہ  
رکھا ہوا جسے نکال کر لہریں ایشیں ہن دی جویں میخ۔  
”آہا... واقعہ“ حیدر علاؤ الدین گی۔ چنان ایک بزرگ  
ایشوں سے ہوئی تھی جنیں زیادہ محنت کی میز نکالا۔

۱۰۔ اسی مکالمہ کی وجہ سے اس بندش کی کامیابی کا سبک دیکھا گیا تھا۔

بِالْكُلِّ...“  
بِالْكُلِّ! بِالْكُلِّ...“  
اس تو پھر جتنی جلدی مجن ہو گا تھا کو دانتوں سے  
کشلا کوش کرو پھر جس اہماد سے باخچ کھول دوں گا اور  
دوں اہماد جوں گے،

اک... کیون وہ نہ آ جائیں؟ ”  
 اس کی نکتہ کرد۔ اس پر چوپانی کی طرح مار لیا جاتا پسند  
 اس کا ادا دو دفعہ نکرتے مرستہ وقت مجھے فروہ برادر  
 اس اوس دیپنگل ”

ایساں کہنے کا دعے؟ اس نے تیر کیجیے لچھا۔  
بب سر جیروم بانپتا ہو اولاد زیادہ دیرینیں بکے

۱۔ سی اندر دھلی بڑی ہے۔  
امروہ فراہی دی میں تھیا ادا بہو گیا۔ بڑی پھر قی سے  
اس سے ترمیم کے پار تک ملے تھے۔ تماق کھٹتے ہی لوگوں کا  
لادانیں ناچنے شکا اور جیسے اس کا گوہ بیان پیش کر  
کا دیا۔  
جو شیں اُڑیں نکل جئے کی کوشش بھاری کرنی ہے۔

اُت... توکروٹ  
بیدرنے چاروں ٹرف نظر دعڑائی۔ والان کے آگے  
اُن طالبین کی دلیواری تھا صیادی تھیں پھر وہ والان کے  
اُندر روانہ ہوئے۔ میرزا مسٹر ڈپٹی ٹھہرے۔ صعنی کوئی درود فراز

۱۰۷

«الآن کا ایک دروازہ و مکار دیتے پر بھل گیا میکن اندر

ادب افغانستان - دروازه محققہ دراسات اسلامی کرسنگ لیکار پارکن کی  
میں گئی ادازت سنائی دی۔ اس نے والان کا ایک گیوئیز  
لیپا افغانیا دردگھر سے منہا خل ہوا۔ جیسی اس کے تجھے خا-  
سانستہ ہی میرزا کام سولہ شریرو پولو ریاست رہنمای ہو

لکھا۔ اس کے قریب بھی جیسے رامشیر بھی مونپور دھکا۔ اسکی

پر عکسیں ہوتے دیا ذکری موجو گئی کی بتایا پر وہ دعویٰ  
کہ ہم ساتھ تھا اس کا عذرخواہ خلیل والا امیک اپ بہ متور موجو  
بھے پڑا۔ میک اپ بخا۔

جیرد کا چھروہ اسی کی طرف تھا اور اس کی صاف ہو جاتی  
دانی آنکھ پر عینیں سی یہی طاری تھی۔ حمید کو اس پر رہ  
آنے کا لیکن خداونس کا کیا حشر ہو گا؛ ایک تو خداونس خلیل  
میک اپ برقرار رہے۔ کیا یہ اسی طرح برقرار رہے کے؟  
دفعتہ جیرد کو چھینک آئی اور وہ آٹھیں کھوں کر اس  
آئستہ کر لائے گا۔

دیرے ناک و داغ حملہ ہوتے ہو۔ کید میں ایسے  
کا دھول جھیکیں لار بانے۔ ”حمدہ میں کرولہ اور حیرم  
اٹھیشے کی کوشش کی تینک اس پڑشن من اٹھیشنا آس  
تو ہیں خالیں گدید اگرے گیا۔

شادی ہوگی، حمید نے خوش ہو کر کہا۔

"کم بندھے ہوئے ہو تو"  
"اور باشکل سخیرت ہوں لیکن تمہاری خیریت با

حضرت میں نظر رکھی ہے۔ ابھی حالاً یہ پختہ بحث  
گا اور ایک ہی وار میں تمہاری بروز دو روز جا پڑے گی۔  
”دن، نن، نن۔ نہیں۔۔۔ سیفیتی۔۔۔  
”اٹھ کھڑے ہوئے کی گوشش کرو۔۔۔ تمہارے  
ہاتھ تہذیب کرنے ہوئے ہیں۔۔۔  
”میں نے کوشش کی تھی۔۔۔ نہیں اخبار رہا۔۔۔

سینے پر زور دے کر کوئی اور پر ایسا وہ اور دو فرالو

جسکے فرمس رو:-  
”اچھا کرتا ہوں یہ وہ مُوہ سی آدازیں بولا۔“ نیکن  
لُوگ کہاں ہیں؟“

”ہوئس آئے کے بعد سے میں نے لکھی کو بھی۔

دیکھا۔ جلدی کر دے۔

حمدیک براست پر جل کر کے وہ بدقش در را بول بین  
اب کھڑے ہے جوئے کی کوشش کرو۔ پچھے ایسا  
دیکھا۔ حمید نے بدھ دنوم لیتھیں کہا۔  
بیرون آٹھ سویں کیا اور حمید نے آئستے سے کہا۔

عل کروں گا۔  
”ید دروازہ گھوٹے نی کوشش کرو۔“  
”اسے بہار سے مقفل کیا گیا ہے۔“  
اور تھیک اسی وقت ان درجنوں نے کھانہ شروع  
کر دیا۔ نہدر سے میں پچھے نظر تو نہیں آکر بات خاتمه الیسا مسوس  
ہمہ رہائشیں دین کے اس حصے میں دھوکا جو بڑا ہو چکا  
دم گھنٹے کی سی گیفیت ذہنیوں پر طاری ہونے لگی تھی۔  
”ہمیں سیئن، مار دیا جائے گا۔“ حمید قشمی گھنٹی سی ادا  
میں بولا۔ ”میں۔“

”بیوں... بیوں...“ بیوہم حق پھاڑ پھاڑ کر  
چینے لگا دیں رہنا نہیں چاہتا۔  
عید نے پچھے کھٹا پا ہائیکن کہہ دیا۔ اب وہ بیوہم کی  
اواز بھی بیوں سے سکتا تھا تو بکھر بیوہم میں شاید اب چینے  
کی سکتے بھی بیوں بدھی حقی۔  
پیٹا نہیں دوبارہ کہ عید کو ہوش آیا تھا میکن ذہن جلد  
تکمیل صاف پہنچ کر کے کسی ستم کی شدت دلکش کام اس سمجھے

حستے ہی رہا تھا۔ خود کا یک سترن سے مکار اپنا پایا۔  
بے ہوشی کی حالت میں اسے ستون سے لگا کر کھڑا کر دیے  
گیا تھا اور پینڈلیوں سے سینے تک رتی کو متعدد بیل دیے

جیروم فریب ہی فرش پر اونڈھا پڑا انظر آیا۔ اس کے دلوں ملائک پشت پر بندھے ہوئے تھے۔

یہ مشرقی طرز پر بنی ہوئی کسی عمارت کا دلائی تھا جسے  
مدفن رکھنے کے لیے دبنتے بڑے کیڑوں میں لیپ دنوں  
سرحد پر نہ ہوتے۔ محمد علیؒ رہنماؤ اب پستول اور جیسی

رازیخوار اس کے پھٹکیں نہ ہوں کا یہی عجیب ساخت کا یہ  
ٹلکھیت فریبی ملک پہنچنے کا دریں نہیں جائے۔ کیا حادثت  
سرد ہو گئی۔ آخر بیرون سے اس طرح پیش کی گئی کیا مزدورت  
تھی یہیں اس کے سلسلے میں فریبی سے کمی کوئی پیدا نہیں۔

می تھی۔ اس نے اسے جیردم کے بارے میں سب پر تباہ دیا تھا اور اس نے بھی کہا تھا کہ اسکا وہ جیردم کو مجھ کی حیات میں دستہ کی بجائے اپنے بھی ساقر رکھے اور اسے بھی یاد کرنا رہے کہ وہ فود بھی اسی تسلیم سے تعلق رکھتا ہے۔  
جیردم کے تھرے پاپ مصنوعی دلائلی نہیں تھی۔ خود اس کا تھرہ بھی بھکاریا تھا لیکن تھرے کے مختلف حصوں



خود بھی اپنے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔  
اُب میں اس پر کیا تھوڑا؟ اور ادا کا اجتماع انداز میں  
چکر کر دیا۔

دیں شایستہ کروں گی کتنے خیر گولی ہے۔ دراپنا داجنا  
ماخا کے پڑھاؤ۔

اس نے کہا اور اٹھ کر اسی صفت پر مشیحی جس پر ادا کا  
بیٹھا ساختا۔ ادا کا نئے ماخا اس کی طرف بڑھا۔

کرنوں پر تھکی تکروں کو دیکھتی رہی پھر سیجی ہو کر بولی تھی جب  
تم نے جوش منجل لالا تو بالکل تمباختے تھا۔ تھا۔ والدیں فوت ہوئے  
چکے تھے۔ تینیں آگے پڑھنے کے لیے سخت جلد جد رکھ پڑی۔

ایک ہر بیان پر جو عرفت نے تمہاری سرپریتی کی حقیقتی دی  
تھا۔ اس کا انکھ بنا جی دوسرا جنگل میں شترم ہو گیا۔

اسی مدد سے تم آگے پڑھتے رہے تھی تو بیان ہوا۔  
آپنے پڑھنے سنت ہر لازم اور ادنیٰ نہیں ہوا۔ بھی تھا کہ اب

سے بڑی تحریک ہے۔

جسچے تو اس میں کوئی غیر معمولی بات نظر نہیں آئی تھا کہ  
نہ تھا کہ۔

بے شک اتم جسے پڑھا تو ادا لیے ہیں حالات سے  
اور رہ رہے ہوں گے لیکن تم میں جو خصوصیت ہے وہ کسی  
کو کسی تفصیل نہیں۔

میں اسی خصوصیت کے بارے میں باتنا چاہوں گا۔  
جس کا تم بھی مجھی نہیں ہے۔

اس کے لیے تینیں میرے بیک بال کے قریب بیٹھنا  
پڑے۔ سکانور قم خود کو کچھ لوگے کہ کتنی کیا ہو۔

میں مدد تجویر کروں گا۔  
وہ بھیج سے انداز میں مکمل ای اور اٹھتی ہوئی بولی۔

میرے ساتھ آتی تھا ماراز میں بیک بال آشنا کر دے گا۔  
یہاں سے بیک بال کہتی ہوں لیکن حقیقتاً وہ ایک سماں

اجاد ہے جس کے ذریعے تھیں کے ذکر کچھ گوئے  
میں نظروں کے سامنے آجائے میں۔

وہ اسے دسر سے کہرے میں لالی۔ بیان ہر فریک  
میز ادا یک کری رکھی ہوئی تھی اور میرے ایک بہت بڑی طوری  
گیند رکھی ہوئی تھی۔ جس کا قطع کم از کم ڈرڈھ فٹ میز پر ہو گا۔

اس کری کوئیر کے قریب کھس کر دیکھ جاؤ۔ پا ایسا  
کری ہونا بھی میری بھجے سے باہر ہے۔

بے یقین ہے کہ مرست کہہ رہے ہیں جو بھی تمہیں  
نہ کہا۔

بے طول رہش طے کر کے پیدھی میں پتھر۔ بیل بھی  
بے سلسلہ ہوئی تھی سدھے سوچ براہما کر دیکھنے کی  
کامیابی آئے۔

اُب ساتھی رہا تھا کہ ایک گورت میلہ سے میں  
کامیابی اور وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ پھر اسے اسے  
اس ادا کا کی تنگی رنجت تھے نہیں زندگی میں جائے تھی

الی وی تھی۔

لے دیا کے بادے میں اس کی خصیت بڑی بکش  
تھی۔ ادا کا اس کی تحریک آندازہ میں گاہا جو اپنی کی  
لیے سیلان کیا جا سکتا تھا۔ وہ واہتا ہاتھ کے بڑھا

خود ری دیر پر جو فون کی گھنٹی تھی۔ اس نے باقاعدہ  
لکھا۔ پھر تم پہلی شام کے لیے معدودت خواہ ہوں۔

ایک بھی تی شایدیم بڑا مان گئے۔

والی ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اصل پسندوگی مجھے اچھے  
لے دیا کا تھا۔

بے شک اتم جسے پڑھا تو ادا لیے ہیں حالات سے  
کہ نہیں کہتا۔

اُب تک اس کے بھرے میں لالی جو اچانکا  
ایک بھائی جہاں گرد مورت ہوں۔ اسے بیان کل دہان

اویں رہتی۔

کہاں اشی ملائم ہوں۔

اُب تک اس کے بھرے میں بھری ہوئی۔ لیکن مجھے کہتے دوک  
ایک بھائی ہوتا۔

میں تو اسی کوئی بات محسوس نہیں کرتا۔ وہ زیر وحی  
وہ بھیج سے انداز میں کھلا جائے۔

ٹھیڈیں میا علم کہتا ہے کوئی غلطیاں سے کام  
کرے۔ فون پر جنگلی آدا کس کری تھی تھے تھیں کیا  
میں تو اسی کے بھرے میں بھری ہوئی۔ اسی کے چار بیکے  
کہ بن کر کھلا جائے۔

اوہ... اچھا، قریسکی قدر اور اٹھاؤ۔

ادا کا نئے مسئلہ کر تیل کی ادا کیا یا کہا گیا۔  
بے یقین ہے کہ جسی جانب سرٹ بن دیا۔ جانب کے  
چارے گاہی کا ایک اندھی لیتے چلے آؤ۔

ٹھکری۔ ادا کا نئے بے پوری سے شاوندہ کو  
کی طرف مل گا۔ جاہاں خود بکھر کھل لیا تھا اور جس  
اس کی کالی چاہک سے گزر گئی خود بکھر بندھی ہوئی

پی نہ کچھ ہو۔

اُب ادا کا بڑی بے نیازی سے اپنی گاڑی کی لارت  
خدا اور اسے دل میں ہزار دل کا لیاں دیتا ہے۔

ایک تیا کاہی طرف روانہ ہو گیا تھا اور دوں بڑے ہی سو  
رہا تھا کہ واپسی پر فرشی پارٹیز اور جو اسے تھا اور وہ جسی

لیکن بخشیدنے پر فرشی سے تھوڑی ہی دیر پہنچے تو اس اسے  
کردی تھا کہ اسے فی الحال کسی کم کی بھی نظریت سے  
نہیں رہ جائی تھی۔ غصتے میں بھرا ہوا اپنے آس پہنچا اور  
پر بیٹھ کر ہاتھ پہنچنے لگا۔

خود ری دیر پر جو فون کی گھنٹی تھی۔ اس نے باقاعدہ  
رسیور اٹھا لیا۔ دوسرا جاہاں سے ٹھیڈ کا ادا آتی تھی اور ایک  
بچہ اس کی ساں پھر لئے ہی۔ وہ نرم لیجے میں کھدہ باتھا  
بھی کھوئیں بچہ۔ مجھے سے تھاون کر دیں ان رسیدوں کے  
دریا پر کوئی بکاٹ۔

ادا کا نئے بھج کے بھری ہے۔ رسیور کر میں پر کھو دیا۔  
سرچ سوچ کر مخفوظ ہوتے ہوئے تھا کہ اس ہشت امیز رہ  
تے اسے جسے تھر کھی رہتی تھی میں نہیں ہوئے تھے۔

اس نے کیاں مل کا بیان اور جو اور جو ایسی بیٹھاں اسے  
کے مٹن کے اوپر ہی گئے ہوئے تھے ماہ سے آواز آئی کہ کون ہے؟

وہی شفاقی آواز اسی جو فون پر چکا تھا۔

”یہ ادا کا ہوں جس سے ملنے کی تھی تو گوہش  
ظاہر کی تھی۔“ ادا کا نئے بھاگ پر نظر جائے ہوئے کہا۔

”اوہ... ہیلو!“ آواز آتی اور بھر کی قدر تینیز ب  
کے ساتھ تھا۔ گیا۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں خراب پیش کی  
رکھی ہے۔

اُب ادا کا بھاگ کر کے ڈری باؤنڈری کے پیارے  
سمیت ہے میکن یہ تو شارٹ سرکٹ میں دیڑپون کا حمالہ ہے  
وہ عکالت کے کسی گرے کے میٹھی اسے صاف دیکھ رہی تھی

اور وہی کا یہ کھرا شاید چاہک کی خراب میں کیسی تفصیلی  
کے ساتھ تھا۔

”اس میں یہاں بھاگنا شروع کر دیا۔“ ادا کا نئے بھاگ میں پیارے  
بیک نہیں ہوں۔

بہترے نہیں کہتے۔ لیکن میں ایسے کسی آدمی سے بالغہ  
گستکوں کا پاسہ نہیں کر دیں۔ تو اسے خدا کی بھی بھی ہو۔

”تمہاری حصی۔“ ادا کا نئے بے پوری سے شاوندہ کو  
جنہیں دی۔ میں تو محض تمہارے کہتے چلا آیا۔

تجھے افسوس ہے سے شزادہ ادا کا پھر بھی بھی۔ جب تھے

اوڑا کا خاموٹی سے تھیل کرتا رہا۔ وہ میرزی کی دھرمی ہلت  
جاھنگیری ہوئی۔ اوڑا کا نہ دیکھ کر میرزی دھرمی جانب بالکل  
نئی نامہ راشٹر کا سا۔ کی بود۔ بھی کو جو رہے۔

پانی میلائے کی بورڈ کا ایک بیٹن دبایا اور بیورڈ کی لیند کسی  
ٹی دی اسکرین کی طرح درش ہو گئی۔  
چھارس کی انکلیاں ایک مشانث نائپٹ کی انکلیوں  
کی طرح کی بورڈ پر دوڑتے تھے۔ اور اس نے اوڑا کا بے کہا۔  
اپنی نظر میک جال پر جانشی تھی۔

اوڑا کا خاموٹی میں جیسے کہیں اس نے ہمیں روکا  
تھا کہ مجھے شاربیوں سے خوف مسلم ہوتا ہے بلکہ قصیر  
ہے کہ شراب میرے اور بیجیٹ کے درمیان حائل ہو جاتی  
ہے اور من اسے صحیح طور پر پڑھتیں پاپی۔  
وہاں سے ایک پندرہ جانے کا ٹھہر ادا۔ شاید تین میٹ بیج  
گوشے میں ایک چھوٹا سایاری بھی تھا۔ بارے سامنے کی اسکو  
پڑھتے ہوئے تھے۔ اور اکا کو وہ اسی طرف لیتی جلی کوئی پھر  
خود اسی نے اس کے لیے ایک پیپ بنا یا تھا۔ اور اکا اس  
خیال سے ہلکی ٹکری کیں ایکارہ کو دھرمیک تھیں  
تھیں ہر کوگا درمیان کا لگاؤ تو صرف تین گھونٹ کا ہر لکھتا تھا۔  
”دھرمی شٹگ میں ہمیں دھرمیست دوں کی۔“  
پانی میلائے تھوڑی دیر لجھا۔

”کیا اس کے لیے صرف سورج کی روحی ضروری ہے؟  
اوڑا کا نہ یو جھا۔

”میرے زخم کرتا ہے کہ شری کو توانی کا کارنا نام ہے۔“  
”بیمار مطلب؟“ اوڑا کا جونک کر بولا۔  
پانی میلائے تو درستے تھی پندرہ کیا اور بیولی۔ کیا تم اسے  
دھرمی تھر اور جھوپ تھے؟“  
”چھک لکھ جھوپ،“  
”یہ جی سانسیں ہی کا لکھر ہے۔ کی دھرمی کوئے  
کے باشندوں کا کافی جھوپ۔“

”میں یا میں ہو جاؤں گا۔“  
”کھنکنی کو کرش کرو۔“ بھی اس سے تھکنا کھنکنی  
خاص تھم کا تھیوڑ ہے۔ دھرمی جادو کی لیند ہمیں ہے کہ

اوڑا کے مطلب اپنے ہمزادے کا میں کے کہوئے۔ اذد  
کر بولا اور پانی میلائے کہا۔ جب تک اس کی تقدیمی نہیں  
گئی میں آگے پچھے نہ کھوں گی۔“

اسی عمدت کے کسی حصے کے گر جانے کی خبریں  
مجھی اخبار میں پڑھتی تھیں۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں  
”اب تو تم نے دیکھ لیا کہ اس عمارت کا وہ حصہ کس  
تباہ ہوا تھا تھکنی ہیت سے کرم نے دھرمی پر جھائیں  
تھیں دی تھی۔“

”میں چھ تھیں جانتا۔“  
”اگر اپنی ایک بہت بڑی قوت سے ناٹھا ہوئی۔“  
تمہاری شخصیت کا ایک چیخ ہوا اگوشہ ہے۔“  
”میں پانی میلائے میرا ذہن جواب دے جائے گا۔“  
”جس فی اکارہ میں ہوا۔“

”بڑگوئیں ہمیں۔“  
”اب دیکھتے ہیں کہ اپنی اس قوت سے کام لیتا ہے۔“  
”کوئی ٹری بے کار لاسکتے ہو۔“

”اس کی انکلیاں بھر کر بورڈ پر درستے میں اور گیند دہ  
رہنے پڑتی ہیں۔“ اس بارے کی کوئی خیر نہیں دار ہے فی الحال  
تھا۔ دھرمی پر جھائیں پھاٹک سے گزر کر کجا ہوئے میں داخل  
ہو گئی اور دیکھتے ہیں کہ دیکھی کی کوئی کامیابی نہیں  
ہو گئی۔ پھر اس نے دیکھا کہ دوہیاں سے جاہاں کھڑا ہوا  
ہے۔ پھر دو جانے کے بعد دھرمی پر جھائیں کھڑا ہے۔“  
”اسے شفیر انکو اپنی اس قوت سے کام لیتا ہے۔“  
”تو مجھے ازم ہے کہ کچھ۔“ تھا اپنی زبان سے افاکرے افغان  
ہوں گے۔ اے۔ میرے ہمزادے میرے جعلیں کوتیاں  
باقی میٹ کے اندھری اندر جھبٹائی قوت کا نامناہ ہو جائے۔“  
اوڑا کا بھر کر رہی ہوئی پڑی میں دھرمی لہرس دندا  
رہیں اور گیند کی درستی پھر غائب ہو گئی۔ اوڑا کا نظر  
بڑے سے ہٹھ کر پانی میلائے چھر سے پڑھ کر۔

”تم نے دیکھا۔“ دھرمی کو بڑی دل چاہے تو اس  
اس کا سچان کرلا۔ ابھی تھوڑی ہبہت دھوپ باقی ہے۔  
اپر کھلی جھٹت پر چلتے ہیں۔“  
”میری کچھ بھی نہیں اتریں۔“ اوڑا کا تھر اپنی اڈے  
”میں کچھ بھر کر بھول اور تین بھی بورڈ طرح جھاڈوں کی  
چلو اور جھیں۔“ دھرمی کو مت جھٹلاؤ۔ میرا بھر پڑ  
اکنکن یہاں کون میرا جھیفت۔ بیٹھا ہوا ہے جسے تباہ  
کراؤں گا؟“  
”اوڑ نے کی ایک تحریر تھی۔ دیکھنا صرف یہ ہے کہ  
پریشان نہیں ہوئے۔“



کوئی رلپے اسٹیشن قریب ہے

کوئی رہیے اسیں قریب ہے:  
لیتھے رہو جپ چاپ "جید بولا" رہنی ہے  
جمیں سے ملیں گے جیسی ہیں" "کھلے کھلے نہ کھلے

دسوں ریچے اسی دل پر جاپ "جید لولا" روشی ہونے سے تسلی  
بیٹھے رہوچ پڑھا پر جاپ "تمیں سمجھنے کے لیے میں  
تم بیان سے طے کئے تھے میں" "لئے رہنے کے کہیں مند شہ آجائے؟"

دہمیں تم مجھے چھوڑ کر جعلے جاؤ گے  
جیسا کا دل چالا کر ایک جھانپڑ سید کردے کیا لاندہ یوں  
کو جنمیں کر کر میرا بستے تھے چھوڑ کر جعلے جاؤ گے۔

وہ ایک چھوٹے سے دہنی ریلوے کے اسٹیشن تک پہنچ کے  
، بیان سے شہر میں میں دور ہے۔ ”حمد نامہ کو کہا  
و دیکھو کب کوئی شرین علمی ہے۔“ یہ درج محدثی سانش  
کے کاروولا۔

۱۵- ابھی مسلمون ہو جائے گا۔ تم بھیں شہر وہ کھٹا ہے  
بکنگ آفس کی طرف بڑا گیا۔ دہلی سے ملتے والی اٹھائی  
معطا العزیز نے تو سماں سے قبض کرنے کا انتظار کرنا شروع کیا۔

مطابق ایں مریخانہ سے ملے گئے تھے۔ جس کو پہلے  
تو بہت بڑا ہوا۔ جسے میرا سامنے بنا کر لولہ  
تمہارے ساتھ پچھا چھا بھی ہوا ہے کبھی۔ جسی  
نہ سختا کر جھا۔

جیا درست مل گیا ہے تھے  
جس اس سے نظرداں سر کھو کر رہ گیا تھا

محمد اسے صرف تین نعمتوں سے خود رکھ رہا تھا  
بھوک لگا۔ رہی تھی اس میںے جوڑ پاٹ کا ورودہ پر اچھا  
اس دہی اسی شیخ پر رکھنے پہنچنے کی بیرونی صرف کافی رہی۔

آندر کے ادھار تیس ملی تھیں جیسے سوچا۔ سارے ہے  
گھٹنے بہاں منتظر رہنے لگے تو ویرہ پر ہو گا کبھی کام  
چانے۔ وہاں کھانے کو کچھ نہ پہنچے ضرور مل جائے گا۔

دہ بستی کی جانب پل پڑھے۔ میدان میں دھوکہ  
چکی تھی۔ دفعتہ حمید بٹھتے چلتے رک گیا۔ اس کی نظر اپنی  
روزی بیخ، حس سے ایک اور جھایش برآمد ہو رکھی۔

پر پری کسی نے اے جو اپنے پری  
جیر دم بھی کیا اور وہ کہی۔ اسکی طرف متوجہ ہو رکھا  
پر پری پر جھاٹ۔... وہ اس کی پر جھاٹی میں سے خود رُ  
فائل سرک گئی۔ حمدیہ نے بھلاک جاروں طرف نے

وہ مذہبی یکین دو روزہ دنگاں کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ پرچمائی پھر حرکت میں آئی اور ان دونوں کو کو گد تیرزی سے چکر لگاتے تھے۔ پرچمائی کے سامنے تیر زید بھی ناقص رہتا تھا۔ جیزرو میسٹر سے منہ پھاڑا کر کھڑا سا چکر لگاتے دلتے دفت وہ پرچمائی میڈیم کی طرف جھینپھی اور حیدر ہمدرد کرچا گا یکین پرچمائی اس سے کہیں نیا ڈے تیرزی پڑتی۔ آگے گئے پڑھ کر اس نے اس کا راستہ روک دیا۔ حیدر ہم پڑ کرچا گا یکین اس بازی ملوہ دوڑنے تھیں جا سکتا تھا۔ دوڑ ہر ہوئی پرچمائی پھر رہا ہی جاں ہو گئی۔ جیزرو میں دو رکھڑا ہی نہیں جا رہا تھا۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ کیا ہو گا سامنے میں۔ جو شے آؤ۔ یکین حیدر نے تواب اندر لئی جنگلیوں کی طرح اچل کر شروع کردی تھی اور دہادیں پرچمیوں کو رکھا۔ پرچمائی اسے زاویوں اور اسیے قوتا تھے اس پر جھیٹ رہی تھی کہ کتنی کسی وحشت نہ رقص ہی کا سایہ بنن گیا تھا۔ اس کا رہ گئی تھی کوئی حاضر سے خوب اور تاثر کوئی آواریں ہی بلند ہونے لگتیں۔

پچھے ہم جاتے ہیں۔ میدان پر دیدار  
غائب ہو گئی ہے لیکن اس مشایخ رفق کو روک دینا اس  
کے بس میں نہیں تھا۔ اسی مگنا تھا جیسے اس کے اعضا  
11 کو گھٹ کر سڑک پر نکال گئے۔

ارادتے ہی ترقیت سے مغلی ملے ہیں۔  
پھر اس کا سر پکڑایا تھا اور پورا ماخول تیزی  
گدش کرنے لگا تھا۔ اس کے بعد کی اس سُدھ ہی نہ کامیابی  
کی۔

شہر میں سنتی محلی بھائی تھی۔ اس نے کاراٹم پر پڑا نور  
لی آپ بیوی ایسی بھی جو کچھ اس پر گوری تھی۔ اُنے  
بے کم و کاست بکھر دیا تھا۔ جو اسے قرب سے جانتے تھے  
اللہ کا خیال تھا کہ یہ کسی تمکماً استثنیٰ بھی ہو سکتا ہے  
لیکن اس کا فیصلہ کرنا ان کے لیے بھی محال تھا کہ وہ اس  
ٹرین پر ایس کو بلیک نیل کرنا چاہتا ہے یا اس کی کوئی بحث  
اس کا نہ انتہا تھا۔ بہر حال پولیس نے انہوں کو بھی میریا اور اسے  
اس چکر پارک میں لے جایا۔ جہاں پہنچنے والے دن پر جپانی  
لے رہے تو اس کے بگرانوں نے پہنچنے والے دن ہی کوئی تھی۔ جب  
لے رہو رہے تو اس کے بگرانوں نے پہنچنے والے دن ہی کوئی تھی۔ جب  
اس نے اس کا آج کا شزارہ بنا لیا تو اسی میں ایک گیا تھا وہ پر ایس  
اسی جو انہوں کو اس پارک میں لے گئی تھی اس کے ساتھ کوئی  
ہے افسوس نہیں تھے۔ مطلوب صفات تھاں پر ہے پارک میں  
وہ پر بکھری بھوتی تھی۔ افراد افسوسوں سے گفتگو کرنے وقت  
ابد اب اپنی بچھائی کو دیکھنے جا رہا تھا۔ دفعتہ چیز پڑی تھی  
اس کی پر جانشی سے دوسرا پر جھائیں نکلیں۔ سچی

میں۔ افیروں نے بھی دیکھا اور کسی قدم پر چکھے بہت گئے  
اور چھائی پارک کے بنیان کی طرف بڑھ چکی۔ دیکھتے ہی  
دیکھتے جگلکاپی جگدے اکھڑ کر سڑک پر جایا۔ پر جھائش  
کا سر سے بچھا اور بڑی بھی پور وہ پولیس کی خالی گاڑی پر یوں  
کا درست بڑھی اور وہ ایک ایک کر کے ٹین کے کھلوٹوں کی طرح  
بھی چلی گئیں۔ سب اباخ جگہوں پر جم ہو گئے کھڑے تھے۔  
تمہائیں بھر پارک کی طرف پڑی اور پھر سڑک کے بعد حیران  
مانئے نکل جھاٹا۔ خود افسوس بھی انہیں میں شال تھا پھر  
کے دیکھتا کہاب پر جھائش دوبارہ اس کی اپنی پر جھائش  
اٹی مدد ہو گئی تھی۔ پتا نہیں کہ طرح اپنی موڑ سائیل نہ  
لے سکتا۔

پہنچ پڑھ جائے۔ میدان میں اس کا تذکرہ ہے کہ اس نے اپنے بھتیجے پیشے میں نہیں گیا۔ یہاں  
غائب ہو گئی ہے لیکن اس دو مشایہ رقص کو روک دینا اس  
کے بس میں نہیں تھا۔ ایسا گناہ تھا جیسے اس کے اعماق  
کے لئے کامیابی کا سارا نکال گھٹ گیا۔

اگر اسے کی اگرفت سے بدلنے ہے تو ہر جگہ بھی  
چھڑاں کا سرخچار یا یا اور پورا ماحل تیزی  
گذش کرنے لگاتا۔ اس کے بعد کی اسے سُدھ ہی نہ کہاں  
کہاں کے لئے کوئی بھائی کے لئے کوئی بھائی

”عذرنا... عذرنا...!“ بچیر و ام اس کی طرف جبکشاں کا بڑا وہ زمین پر بالکل بے سس درخت پڑا ہوا تھا۔  
پر جھاتی نے ان کی آنکھوں کے سامنے ان کی کارڈیاں  
96

مُنْوَب... میں کو محبا تھا شاید تمہارے ذمی۔ اُفی۔ جی  
صاحب بُلْقُس نیپس اشیریت لے آئے ہیں ہے  
”وہ کیوں آئے گے؟“ اصفہنی چاہا رکھا نے دوڑا۔  
”فون پر طلاقات کی خوشیں ظاہری تھیں“  
”میں تم سے صرف یہ پوچھتے آئی تھا کہ اس فراز کا کیا  
مقصد ہے؟“  
”کیسی تمہارے ذمی۔ اُفی۔ جی کو مطلع کر دوں کو تم ان  
کی نمائندگی کرنے آئے گے ہو؟“ اور نے فون کی طرف بُرستے  
ہوئے گئے۔  
”مُخْبِر وَ“ اصفہنی تھا کہ لوڈا زیادہ خاتمیں کرنے  
کی ضرورت نہیں تھیں ٹوب بُرکے ہوئے  
”دُنیا کی سطح کے نیتے بُنیٰ تیرسکتے ہوں مُشرِ اصفہن“  
”تمہیں علم نہیں کو عشرتیب تمہاری تحریکتی کا اشارت  
حاصل کر لیا جائے گا۔“  
”اس کے باوجود بُنیٰ سیری گرفتاری امر محال ہوگی“  
اور نے کہا اور بُرکہ پوچھا۔ ”یہ تم اپنی گاڑی میں آئے ہو؟“  
”کیوں؟“  
”اگر تم اس وقت میرے ساتھ جبرا مالی جل سکو تو  
میں نہیں بہت بچتا اور دھا سکتا ہوں“  
”لَا وَلَهُوَ أَعْلَم“  
”ایچا کو اس شہر میں نہیں ہی آسیب زدہ نہیں ہوں  
ایک سادی اور بُنیٰ ہے۔“  
”اُندر اگر اسے ثابت نہ کر سکے تو؟“  
”خود کو دوڑت کے بغیر ہی کرنا سمجھا ہے۔“  
کر دوں گا۔  
”بُنیٰ بات ہے۔ پرسوں تو میرے اُمیوں کو  
دُھج دیتے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن آج...“  
”اوہ اصل تمہارے ایک دمی کو بچا جان لینے کے بعد  
یہ پُر ہر کی طرف پُلٹ پُلٹ تھا اور وہ دونوں اگے لکھا  
گئے تھے۔ اسی وقت ان لوگوں نے بُنیٰ گیر لیا۔  
”تم حاکم ہو رہے تھے؟“  
”اُن شیل ملنے، جس کا نسبت بُنیٰ ہو کو مرگی۔ وقت نے  
بر بار کو، چلو میرے ساتھ۔ یقینی باتیں گاڑی میں ہوں گی  
ہو سکتا ہے اس بار بُنیٰ تمہاری قسمت یا دری کرے اور

”تیس، کیونکہ اسی کفرے تک محدود رہا تھا لیکن تم کہاں  
ہو کر تل صاحب کہاں ہیں۔ تلاہر ہے کہ یہ سب کچھ اسی لیے  
ہوا ہے۔“ اور نے کہا۔  
”میں نہیں جانتا کہ کہاں ہیں اور میں بھی کہیں بھی  
نہیں ہوں۔“  
”کیا مطلب؟“  
”میں بھی اسی مرض میں بستلا ہو گیا ہوں تھیں میں تم بتلا  
کے گئے ہو۔“  
”تفصیل میں نہیں جاسکتا۔ میرا شورہ ہے کہ اب تم  
اپنے فلیٹ سے بہتر نکلتا۔“  
”پہلے میں نے بھی ہی فصل دیکھا لیں اب اس  
کا خذش سباقی نہیں سہا کر دے بُرچا میں میری امنی کے خلاف  
بُنیٰ کچھ کر سے گی۔“  
”میں نہیں بُنیٰ۔“ وضاحت کرو۔  
اور نے وہ گفتگو ہر دو ہر دو ہر جا سے قبل فون پر  
اس نامعلوم آدمی سے ہوئی تھی۔  
اتب تو تم اسے ضرور راز مار گے؟“ ہمید کی ادازانی۔  
”سوچ رہا ہوں۔“  
”ابھی دھوپ ہے کہوں تھے جبرا مالی کے میدان کی طرف  
روانہ ہو گا۔“ میں بھی دیس مل جاؤں کا پوچھنے کے  
ایں نہیں سے بہر نہیں نکل سکتا۔ وہ مجھ سے ملنا  
ہے۔  
”اوہ سوچ دل تھا کہ کتنے تھے خیدے ضرور ملنا چاہیے۔“  
اب پتا نہیں کیا بیکواس کر رہا تھا۔ خوب کو یہی ہزار تابع ہمگیا  
ہے۔ کہوں تو تھا ان یا جائے لیکن کہاں؟ باہر نکلا اپنے  
گا۔ پتا نہیں اب کے کیا تھا میت دھانے۔  
چاہئے کی پیمانی اٹھائی اور دو گھوٹٹ کے کر سکتی  
سلگانے لگا۔ غونتی گھنٹی پھر کی۔ راجحہ بڑھا کر ریسید  
اٹھا لیا اور اس پر اس کی آنکھوں لیکن جبکہ میرے عود  
کراپی کیوں کو دوسرا طرف سے کیشن تھیدی کی ادازانی تھی۔  
”میں تمہاری ریوٹ پڑھی اور اسی بھی پلک  
پارک والی ہڑپولنگ کی اٹھاٹ بُنیٰ ملی ہے۔ کیا تم اس جگہ  
نشانہ ہی کر سکتے جیسا تھے وہا وارستی تھی؟“

”ہاں میں انور بھی ہوں۔“ اُر بے حد خیڑہ نظر کہا تھا اور دشیدہ  
نے اس کی آنکھوں میں اپنی چاہتا تھا کہ تمہاری روپیتگی کہ  
چپ چاپ پُن کے دروازے کی طرف پڑھ گئی۔  
”اوہ... تو تم پڑھ اور کرو بھی ادا یادا گئی جو اس  
نے ایک نامعلوم خاتر کے لیکے کر کے میں سی تھی۔  
”ہاں مُشرِ افون...“ اور اب میں معاوضہ کا دو چالا کیا تھا۔  
اور وہ انت پیس کر رہا گیا تھا جو لا ٹھیس۔ دوسرا طرف  
سے پھر اُفوانی تھے۔ ہیلو... لیکن رہے پھر مُشرِ افون...“  
”اپا... میں سن رہا ہوں۔“  
”اقو معاوضہ یہ ہے مُشرِ افون کی پرچاہی تھیں جیسے  
کے لیے شش دی گئی۔“  
”لیکن میرے سے کام کی؟“  
”اُنہاں سے حمل کی تائی رہے گی۔“ اپنے پڑتے سے  
بڑے شش پہاڑی روپیتگی۔ جب اسے طلب کرنا ہوا کہ دیا  
بلے کھٹا اسے ہمزاد حاضر ہوا اور جب طلاق ہر جا سے  
تو اس سے جو کچھ بھی کرنا تھا مُھتمم ہو کر دینا۔“  
”لیکا وہ میرے سے لیے گواہی کی دکان سے ملکیت ہے  
پہلی بھی اسکے ہے اُفریتے بُر اس امنت اکروچا۔“  
”تیس...“ وہ اُفوانی تھا کہ خطرہ بول لینا ہے۔  
”پہلے کھٹا اسے ہمزاد حاضر ہوا اور جب طلاق ہر جا سے  
تو اس سے جو کچھ بھی کرنا تھا مُھتمم ہو کر دینا۔“  
”لیکن میرے سے کوئی کمزوری ہے؟“ دوسرا طرف سے پوچھا۔  
”وہ بُنیٰ نہیں زبانی“  
”وہ بُنیٰ کام کے سے ہے۔“  
”وہ بُنیٰ بھی یہ خطرہ بول لینا ہے۔“  
چاہتا ہے گارڈر کی تماں کی اٹھاٹ اور آپ کوں بھی بُنیٰ  
میرا خیال ہے کہ کُل صاحب کی کوشی کے ایک حصے کا ہے  
بھی اسی سلسلے کی کوئی کمزوری ہے؟“  
”کیا آپ کوں ہے کہ کُل فُر ہری بھی ہوں؟“  
”وہ بُنیٰ جتنا بھی علم ہوتا تو اسی پر آپی ہے کہ کہانی بھی نہ  
چھاپتا۔ یہ کہاں اسی یہے منتظر ہے اسی پر کہا۔“  
”جگوں کو کُل کی تلاش ہے۔“  
”وہ دوسرا طرف سے کہی رکارکس کی بجائے لاطی منقط  
ہونے کی ادازانی۔“  
”ریسیدر کریڈل پر رکھ کر دو گھوٹٹ کے کر سکتی  
لُظیب لُختا بُنیٰ بُنیٰ تھی جاد بھی تھی۔“ اُخراں پرچاہی سے  
کس طرح بُنیٰ جھوٹے گاہ آخر ہے کہ کیا ملنا۔  
”چاہئے کی پیالی سے ہوئے پھر شش بُر دیں و اپس  
اگلی۔ پہلا گھوڑت یہی تھی والا تھا کہ فون کی گھنٹی بھی۔ بُر  
سامنہ بنانا کو اس نے ریسیدر اٹھاٹا اور دوسرا طرف  
سے کسی نے پوچھا ”مُشرِ افون...“

و دوسرے مٹہ بھی دیکھتے رہ جائیں۔ پہلے بھی کبھی باہم تھا رے  
کام آگذاشتہ ہوں۔

آصف کی سوچ میں پڑ گیا۔ اندر اس کے ساتھ مخفی  
اس لیے جانا چاہتا تھا کہ اگر اسی میں دھوپ سے مخفی طارے ہے  
گا۔ موڑ سائیکل پر یہ انسانی نصیب نہ ہوسکتی۔

آخر اتفاق حیرت کرنے والے اس نے اپنی آواز میں آصف  
بے چلوں اس نے کوئی ایک لمحے کے لیے بھی فراوش نہ کرتا  
کہ بہت خراب پوزشن میں ہوتا۔

ٹینکی میں کوئی ایک پرچاہیں  
سے نوازے گئے ہیں اور یہ ہیں میرے دوست مشفعہ  
دونوں نے مصافی کی۔ حیدر کی شکل دیکھ کر انور کو بھی  
نام سوچتا تھا جو تمہارے خاتمہ ہے۔ عجیب نے طبلیں سانس  
لے کر کھا۔

دہ پھر وہیں واپس آگئے جہاں آصف کو چھوڑ گئے  
تھے اور انور نے اس سے کہا۔ کارڈیاں ہیں چھوڑ کر کہ انکم  
دل رکھا۔ آگے چلتے ہیں۔

ایک بار پھر سوچ لو۔ آصف نے تذبذب کے عالم  
لئے کھا۔

نہ کسی ازما یا اور پرانے چھوٹے سے احتیاط کرنے کے بعد میں نے بھی درجی  
حرکت میں آپکی سی۔ آصف نے اکیلیہ پر مزید دباؤ والا  
اور انور نے کہا۔ اس نامعلوم شخص کی تعلیم کرنے والی بندہ اب  
میں کا ایک بخوبی۔ الگ پتو پتا دیں۔

آصف نے انور کو چھوڑ کر دیکھا لیں وہ اس کی پردا  
کے پیغمبر کا باز پریکارے کے دوڑے آیا۔

”ہم اپنے سایوں کو الگ طلب کریں۔“ حیدر اپنے  
لے لوا۔ پھر دونوں کو اپنی میں لے کر فوج کھو جائیں۔  
اوہ دوقلوں کی بات۔ انور سرا سامنہ بن کر لوا۔

یہ بھی کر کے دیکھ لیں۔ شاید اس طرح ان سے نجات  
مل جائے۔

”ماوسی ہوئی۔ انور شندھی سانس لے کر جلا۔“ میں تو  
نمیت کیا گی۔ اسکے بعد میں نکل کی آبادی کا نام دشان  
مکن نہیں ہے۔ تباہ کاری کا اسکان اس طرح فرم جائے۔  
”میں خود تو ہوں گے وہاں، مم۔ میری کارڈی نہ آصف  
ہے۔“

”نکر کر وہیں کوئی سر بر جائو۔“ میں کوئی گزندہ نہیں ہے۔ کارڈی ہے۔  
”وہ صورت دیں گے۔“

آصف رفتار پڑھاتا رہا اور وہ بالکل بھر بلنے کی حدود  
میں داخل ہو گئے۔ ایک جگہ انور نے اکیل اگاری کھڑی دیکھی  
اور آصف سارے عرصے ہی چلتے کوہا۔

”کیوں؟ وہ کون ہے؟“ آصف نے پوچھا۔

”وہی شخص جس نے تو دیکھی اسیب زدہ سوڑے کا  
دعویٰ کیا ہے۔“

وہ کارڈی میں ایک جدید وضع کا باریک احمدی بیجا  
ہوا نظر آیا۔ انور نظر پڑتے ہی اس نے ماخا بلایا تھا۔

آصف نے اس کی کارڈی کے باریک احمدی کارڈی میں دیکھی  
دونوں نے بچھے اترے اور انور نے اپنی آواز میں آصف  
کے کہا۔ یہ ہیں کرم الدین صاحب۔ یہ جگہ ایک پرچاہیں

سے نوازے گئے ہیں اور یہ ہیں میرے دوست مشفعہ  
دونوں نے مصافی کی۔ حیدر کی شکل دیکھ کر انور کو بھی  
نام سوچتا تھا جو تمہارے خاتمہ ہے۔ عجیب نے طبلیں سانس  
لے کر کھا۔

دہ پھر وہیں واپس آگئے جہاں آصف کو چھوڑ گئے  
تھے اور انور نے اس سے کہا۔ کارڈیاں ہیں چھوڑ کر کہ انکم  
دل رکھا۔ آگے چلتے ہیں۔

”تم سے فون پر گفتگو کرنے کے بعد میں نے بھی درجی  
نہ کسی ازما یا اور پرانے چھوٹے سے احتیاط کرنے کے بعد میں نے جواب دیا۔“ کارڈی  
اور انور نے احکامات کی تعلیم کرنے والی بندہ اب  
میں کا ایک بخوبی۔

آصف نے انور کو چھوڑ کر دیکھا لیں وہ اس کی پردا  
کے پیغمبر کا باز پریکارے کے دوڑے آیا۔

”ہم اپنے سایوں کو الگ طلب کریں۔“ حیدر اپنے  
لے لوا۔ پھر دونوں کو اپنی میں لے کر فوج کھو جائیں۔

اوہ دوقلوں کی بات۔ انور سرا سامنہ بن کر لوا۔

یہ بھی کر کے دیکھ لیں۔ شاید اس طرح ان سے نجات  
مل جائے۔

”ماوسی ہوئی۔ انور شندھی سانس لے کر جلا۔“ میں تو  
نمیت کیا گی۔ اسکے بعد میں نکل کی آبادی کا نام دشان  
مکن نہیں ہے۔ تباہ کاری کا اسکان اس طرح فرم جائے۔  
”میں خود تو ہوں گے وہاں، مم۔ میری کارڈی نہ آصف  
ہے۔“

”نکر کر وہیں کوئی سر بر جائو۔“ میں کوئی گزندہ نہیں ہے۔ کارڈی ہے۔  
”اوہ کچھ کہتے کہتے کہتے کہتے کیا۔“

”پہنچ تھا۔“ بتاؤ کہ اس جدید کو ساتھ لانے کی کیا  
ضرورت تھی؟ حیدر نے تیر نیجے میں سوال کیا۔

”موڑ سائیکل پر ہیں آنا چاہتا۔ اس وقت بھی کارڈی  
کیست باہم لگ گیا۔“

”میگر تو پھر کیا کہتے ہو۔ مجھے یہ دیکھنا ہے کہ دونوں  
کی طرف دوڑ کا کادی۔“

وہ تینوں ہی کارڈیاں کی جانب دوڑے جا رہے  
تھے۔ آصف ان کے پیچے تھا اور انور کو پڑھا کر کہتے ہے  
رہا تھا۔

ابھی کارڈیاں کی بھیجی نہیں تھے کہ ایک زیست  
وہ کام کا ہوا۔ اُنہیں ہی کہہ کر اور وہ اپنے افسوس  
پڑھے اور پھر پہلے در پی وہ کاموں پر دھکے کر کہتے ہے جن  
کیا۔ پھر چھوٹیں کے کھڑکوں کا تیجھے تھا؛ اُنہیں سے

فتشاں غبار کے سرخ تھے اس کو سے تھا اور اس کی خمار کے  
اندر بکھریں گئیں کرم الدین تڑپ کیا ایک دوسری پر گر  
رہیں اور اس کے ہمراہ کاموں سے ہے جو کہ اگر کوئی“

آپ کی اور اس کی ایک دوسری کو شکست کرنے دیتا۔ گر تھرستہ دو  
پرچاہی کے دوستہ اور کوئی“ آصف نے تھیا۔ آپ کے پڑھا دیکھ  
کر کھا۔

پشاں وہ اس طرح کامیابی کی بھیجتے تھے۔ دھما کے  
ابھی ہو رہے تھے لیکن اب ان میں بھی کی گئی اور کچھ  
ٹھیک اور بھی تھی۔ غبار سے پورا میدان تاریک ہو گیا۔

افز کو پڑھنے کی کھڑکی کے کس طرح اس نے اس کو سکھتے  
مدد فاصلہ طریقے کرنے کے بعد وہ رُک گئے۔ انور حیدر  
کا اہم سیافی فاصلہ سات یا اٹھ گرد بنا ہو گا۔

”اے میرے ہمدراد حاضر ہو۔“ انور نے اپنی کارڈی  
کا ازدش کھا۔

زندھی کا دیکھا تھا اس طرح اس کے پیچے تھا جسے میدان سے اٹھنے والے طار  
اس کی کارڈی کا تھا۔ اس کے پیچے تھا۔ اس نے اپنی کارڈی پر مزید  
دیکھ لی۔

”بھائی پڑھو۔“ میں کوئی گزندہ نہیں ہے۔ کارڈی ہے۔  
”اوہ صورت دیں گے۔“

آصف رفتار پڑھاتا رہا اور وہ بالکل بھر بلنے کی حدود  
میں داخل ہو گئے۔ ایک جگہ انور نے اکیل اگاری کھڑی دیکھی  
اور آصف سارے عرصے ہی چلتے کوہا۔

”کیوں؟ وہ کون ہے؟“ آصف نے پوچھا۔

”میگر تو پھر کیا کہتے ہو۔ مجھے یہ دیکھنا ہے کہ دونوں  
کی طرف دوڑ کا کادی۔“

لیکن اس کی بھی پڑھنے کی جانب نہیں تھا۔ مارا بارا  
تکلا چلا گیا۔ اس طرح وہ پچھے ہی راستے سے تار جام والی تکلا

پہچان لکھا۔ پتائیں ان فروار صفت کا کیا خشن رہا وہ لیکن اب  
وہ واپسی کا خطروپ نہیں حلے سکتا تھا۔ کیا بچکان اور اعتماد  
حکمت سر زد ہوئی تھی اور دزد اور حفاظ افلاطون کا معتاب ہے  
بھرتا سے اس کی حقیقی پتھر پڑ گئے تھے کہ اس کی بخوبی  
سے بالآخر اتفاق کر پیدھا۔

میں سمجھ رہ چکا ہے۔ اس کی بجائے اس نے آزادی کو  
پاس پہنچنے سے رابطہ قائم کیا تھا۔  
دشمن جناب: دوسری طرف سے آہمازگی تھی ذکر  
صاحب تشریف نہیں رکھتے۔  
ڈاکٹر زیریوش کے لیے ان کا کوئی پیغام؟ ”عید ن  
پور مچا تھا۔

دیپس جناب! خوفیک اس وقت سے اپنکے فریدی سے لفظ نہیں  
ہو سکی تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ دیکھیے اب کیا ہو تو تارہ!  
والی مرکل کے اس پروپریٹی کے قریب اس نے گاڑی روک  
دی تو شستہ طالوں سے سٹارک رکھنا شروع کیا۔

جانب مذکورہ دوبارہ شرکی را پر لگ ساختا تھا۔ دراصل اسی سوچنے کے لیے وہ رکھتا گا اسے تاریخ جانا چاہیے یا نہ شہر والیں جائے آخر یہی مناسب محلہ ہوا کہ شرکی کامیابی جائے آخر بھی تو حکومت کو ناقصاً کیا لو پر کیا جائی۔

یستھن ہائی وے پر ٹرینک حسب مقول تھا۔ جیہے  
ابو گارہ کی ہوتی نے ہی دلائل تھا کہ ایک اور کاڑی اُس کے  
بیچے آرگی سعید نے مزکور دیکھا اس میں کمی کوئی بنتے اور  
جیہے نے مسکس لیا ہے ان میں سے ایک نہ اس کو فی  
اشارة کیا ہوا اور بھروس نے اسے کاڑی سے اترتے ہیں  
دیکھا۔ وہ لشگر آتا ہوا اس کی کاڑی کی طرف اکٹھا۔ اس  
کے پیڑ پر اپا ہی تاثر تھا جیسے وہ اس سے پلٹ کہنا  
چاہتا ہے۔

"جتناب عالیٰ اور اس کے قریب پہنچ کر لیا تھا اگر  
شہری طرف جا رہے ہوں اور اس میں کوئی خوش نہ ہو تو پہنچ  
لکھ دے دیجے۔"

یہ اسے کوڑے دیتا اور ریت پر واں  
کے اشاروں کی بگوہ و مسری طرف سے آگوں کے براہ  
بیٹھ جائے۔ وہ شکری اداگ کے و مسری طرف والے  
دھنیا زے سے اس کے براہ بیٹھ گی اور لہذا ان شریعت  
اویحیں نے از رام عنایت یہاں تک کے لئے لفٹ  
وے چشم

وی ہی :  
جیسے کچھ کچھ بیرون کا ڈیکھ رہی طرف ہوڑدی اور  
خاموشی سے فرائیٹر کو تارہا۔ ویسے وہ اس اجنبی کے  
باڑے میں کی جیسے میں پستانہ نہیں سکا کیونکہ باڑے ایسے

افراد کو لفظ دے جیکا تھا جو مختلف لوگوں سے لفڑی لیتے  
ہیں۔ بالآخر مشریع مقصود پر پہنچ جاتے ہیں۔ ویسے وہ  
سوچ رہا تھا۔ خدا کرے مخفی چائے والا شامت نہ ہو۔  
متوہی دی ویر بعد اعلیٰ نے کامنا شوڑ کر دیا۔  
دیکھا تھا۔ سے ۲۴۷۱، قہرہ

لے بہت بیمار ہوں جتنا۔ اچانک... مانگ  
لے درود کا درہ پر تا۔ ادھ... اوف...! اس نے  
انھیں سندھ کو کہ کوئں ایک طرف ڈال دی۔

عینیہ سے کاڑی سڑک کے پیچے اتار کر جان بن کر دیا۔  
پہلے جینی کا شانہ بلکر اسے ادا نیز دیں پھر گردن سید جی  
کرہی رہ لے کا جنی کا ماتحت اس کی پیشی پر پڑا بڑی ہی  
سی سڑک عجی بی ان اس کو ایسا حالم ہوا جیسے سماں یہ رخصت  
بڑی ہو۔ سر پر کٹے ہوئے اسٹرینگ پر دھرم روگوا جنی  
بڑی پیکری سے جھینٹا اور وراہ مکول کی پیشہ تکریں  
تھیں تو اس کو اس کا پیچہ کر کر کھینچا۔

کوئی نہیں تھا اور وہ خوب ہی تھے مگر جو رجل کو اس نے کاڑی پر بھر کر کچھ میں اتنا دیر اور کھینچنے کی طرف لیتا لایا۔ سچنے پر جب محمد کو کہا شد، آیا تو ہبھی تھے اس کے حلاوہ کوئی نہیں تھا اور وہ یہی تھا کہ جھارلوں کے درمیان

لزی یهودی می‌بینی - و دو چهل هلاکتی خشیخه آتا - عقوباتی اور حکم  
یهودی می‌باشد - اسکار کوچک ایا پیر عدوی جلدی جلدی - میشیں کنونت  
ا - سب چند مودودی - پرسن کالا کر رسم شماری ایک  
یهودی غایب نہیں بجا تھا - ترا مسیحی مودودی جلدی بخوبی

بی ریلوکار دزن خسوس بہردا تھا لیکن جب وقت  
ہستے کے لیے کافی نظر ڈالی تو گھری غائب تھی۔ تو  
وہ صرف گھری سے لیا۔ کیا عین گھری کے لیے اس  
استنبات پر بیٹھے تھے؟ آخر مرگ تک چوراں گلہرہ میں پڑھا گیا۔

لیا ہوتا۔۔۔ نہیں، پشاوریں کیا چکرے ہے۔۔۔ جو سکتا ہے  
کی میں گریٹی ہو۔۔۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی  
ن لقدر قریح چھوڑ کر عرض گھریلو اپنے اتفاق کرنے میں پہنچ  
نے اسی حرکت کیوں یا اس کا مقصد ہے؟

محمدیت اُنچن اسٹارٹ کیا۔ جیسے اچالوں سے  
ورچکھڑے تیڈا آگئی۔ شام ہر سبی حقی قوگویادہ در  
باک بے پوش رہا تھا۔  
سرکش پرستی کو فری طور سانانہ رکھا کر کو

کہاں ہے اور اسے کس سمت جانا چاہیے۔ ذہن پر اچھے  
حکم و حنیدی مچائی بہریٰ تھی۔ نامی صورت بدھ کری سخت  
کا قسم کر سکتا تھا اور پھر اس نے قویلکی کا شہر پہنچ کر اس  
پر بھی اور بھی کوئی من خالی نہیں۔

کوڈی کچھیں  
کوڈی کچھیں

اچانک اسے ہیرن تیال آیا کہ راصفت الور کے ساتھ محققہ

پشاںیں اپنے اور سو پیزیزین میں ہر کام کا نہیں اس کی طرف جاتے  
لئے بجا ہے پہنچ فون پر حالات سے کام ہی سامنے کرنے چاہئے۔  
اس غبار سے متعلق شہر میں سرکاری بانی تھیں کوئی بخوبی  
گرد میں موسیاٹ اس کے بارے میں کچھ جانتے سے قاصر رہتا۔  
جس کے نام پر کام کیا جائے تو اسکے پیش کرنا کافی ہے۔

یہ سے ہر ایسا دل استور سے ماستے روپی اور  
میں کے قوتوں پر انہوں نے بال مقام کیا۔ جواب ملے تو دیر  
مکن بھی تھی۔ انہوں نے کہا: "میں تو کچھا حقاً کھم شاید کہاں گے"  
مامہری زندگی میں ہیری روٹ ناٹھن ہے۔ عجید بھتنا  
لولو۔

”بیس آجاؤد“ اور کی اوونگا فی۔  
”کیا یہ سخن وری ہے۔ میں یہ تصریف یہ حملوم کراچا ہتا تھا  
میں بڑھتے نہ چیز بند نہ پیس کر دیا۔“  
”سوال ہی یہی ہے۔ میا سارا تکوئنکو و اکھر جا قاتم۔“

بیکار کا شریک تھا۔ اس سلطانی سختی سے پورا نہ بذریعہ  
ہبایت دے گیا ہے تم فرما آجادے خدازدی ہے؟  
”میں اسے ہمول۔“ حمید طبلی ساسی کے کریلہ اور بالطم

اب اس کی حبیب اندر کی قیام کاہ کی طرف جا رہی تھی  
استان گھر اپنے اک ساری ٹالیوں کے سیدھے پس ابھی سے  
خش نہ کر گئے تھے۔

اور اپنے لیست میں سنبھالا تو عینہ فوج پر دھکا چڑھا  
تمہاری اگھوڑو سے خاص پریشانی کا انہماں ہو رہا ہے۔  
مکسی دعوت سے میری واپسی میں ہوئی ہے۔  
تمہاری سعادت کی سنا پرسب کھڑا ہوا۔  
فضل ایام و نیک

پڑا ہم اس حالت کا یا ایسا حام پوچھن آئے وہ اس نے اپنے ساتھیوں میں ایسا تھا کہ اب کیا جائے اس کے پاس تاریخ ہو گئی کہ کریم الدین حق قتل ہوا۔ جسد المعلمین میں پڑا۔ لے کر اور نہ سمجھا کہ انہوں نے اپنے دیکھ کر انہا کی ایسا کارکردگی۔

این اعلیٰ صفت قاہر ہیں کرنے والیاں اسی سے اس کا تصرف  
کریں مگر ملک کے نام سے کرایا جائے۔ وہاں سے یہ بھی سب بچوں  
کا تھا کہ اگر اعشر کو سماں تھا تو اسے کام قدر کیا جائے اور اس  
وہ اوقات کے بعد اکٹھ کر دیں اس کے ساتھ کیا جاؤ گا۔

لیا اذر هر دشواری می پڑے کہا ہو گا۔ وہ سوچتا رہا حتیٰ کہ  
مرات دنوں پر چالیوں کا تکڑا دیا کیا کسکے خوفناک  
ماں کے تھے اور کتنا اٹھنے غصہ تھا کہ اسے اپنے سارے اہل

ڈھانپ میا تھا لئکن کیا اس کی پرچائی دینیں نہ کی ہوئی  
و پتائی تھیں کیا ہوا ہوئے دیلے ابھی تک خود واہے اس پرچائی  
کوئی نقصان پہنچا بیٹھا باراں نہ اُسے ایک  
افریقی سرخی پروردگار کو رکھا جائے کاشک، راتا، صارا، یا

پر بڑے پر بڑے پر بڑے پر جائیں اس سارے سفر رحل  
بہر کھا تھا اسے کوئی گزندہ پہنچ کئی پھر وہ  
بہر  
کرنے سے قبل بہر بہر

بہر حال شہر پنج تک اس نے سوچا کہ ترا نیشن پر فریدی  
الطباقم گرنے کی کوشش کی جاتی تھیں بھر اس  
نے اسے ... باز رکھا کہ ترا نیشن کچھ دیر و مشتعل کا تکلیف

افرنسہ اس کی طرف ایک لفاف پڑھاتے ہوئے گئے۔  
بچپن میرے پتھر کی بات ہے کوئی نیلغاڈ دوڑا نہیں کے نیچے  
سے کمرے میں سر کا لیا تھا۔ اس پتھر تالیم تحریر ہے۔  
مجید نے جو گنجر نظردار اور اس کے دل تک دھونک  
تیر ہو گئی۔ فریڈی کی ختم کے انداز تحریر اختیار کر سکتا تھا اور  
یہ بھی اس سے ایک بخا۔ لفاف نے مارکہ جو ہے واسے  
پر پھی کی تحریر کو دوڑتھیں سمجھی فریڈی بھی کا  
ایک بارہ کوڑہ تھا جسے اس نے صرف محمدی ذات تک محدود  
رکھا تھا۔

مکانم کچھ دیر دوسرے کمرے میں بیٹھ سکو گے پہنچ  
نے اور سے پوچھا۔  
مشورو... مشورو... وہ اسے غورے دیکھا اور۔

مکاند اور پنسل بھی چل ہے۔  
میر پر مو جو دیں۔ انور کہتا ہوا دوسرے کمرے میں  
جلگا اور جیدی نام کو ڈی کر دکھ کر نہ کل۔

حافتیں کرتے پھر رہے ہو۔ خیر ارجح تھیک گلابی  
پرنس اسٹریٹ کے نیلی غون بوجھ کے قریب مو جو دھنہتا سبز  
رنگ کی کورونا مارک پوس کار جسٹرشن تیریں بھیکیں تھیں سکس  
نائیں تو رنگ کا نیس ویاں سے کیسیں لے جائے گی۔ پاس روڑ۔

بلیک کیٹ۔  
مجید نے تیس سے گھرست لامسکلا اور دوڑوں بھی پوں  
کونڈہ راشت کر دیا اور ان کی راہ کا اس سرے میں دال کر آئتے  
ہوئے اور کو واڑی۔ انور اپس آگئی۔ شوئیں والی نظروں  
سے جید کو دیکھے جا رہا تھا اس طرح مت دیکھو۔ میں کچھ  
نیہیں جانتا کی سب کیا ہو رہا ہے۔ جو بینک میں تھیں

”ہم سوکھتا ہے تیریں بھیک کہہ رہے ہو۔ بینک میں تھیں  
ایک حطرے سے آگاہ کردیا پناہیں بھیتا ہوں۔ انور نے  
شک پہنچیں گے کہا۔

آگاہ مزروں کو دو۔  
افروطول سانس لے کر بولا۔ میں زندہ رہتا چاہیتا  
ہوں اس لیے میں نے دیکھا جیا بجڑ پہنچتے تھے۔ یعنی اپنی بوجہ  
اسی طرح نکھلی جس طرح انہوں نے چالا۔

وہ تو ہم دیکھی ہی کچھ ہے میں۔ ”مجید بلا کر بولا۔  
دیکھ شاید تم اس کا مطلب نہیں بھیجے،“

”باکل سمجھا ہوں۔ تم ہی کہنا پہنچتے ہو ناک گلچاہیں  
کے کوئی بچھا۔“

نے شہر میں تو دیکھو ریپانی تو لوگ بھی چاہیں گے کہ کوش کو پکڑ کر  
مجھوں کے خواست کر دیا جائے۔ ”شہری ابادی سے نکلا چاہتا تھا۔  
”میں ہی کہنا چاہتا تھا۔“  
”لیکن میں اسکے سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں۔ یقین کر  
میں ان لوگوں میں سے ہر گز بچا ہو گا جو یہ چاہیں گے خواہ ماری  
دستی تباہ ہو جائے۔“  
”محوال تو یہ ہے کہ وہ محض کوش کے لیے اس حد تک  
کیوں جائیں گے؟“

”میرے پاس فی الحال اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔  
اے دوچ دیسے میرے پس اسٹریٹ میں داخل ہونے کا  
سال ہمپہاہیں ہو سکتا۔ تو پچھا جاؤں اور کس طرح اسے  
کو اپنے دیا جائے پھر اس طبق تھا کہ تباہ کرنے والے کو سمجھی  
کو اور کارنا مزدی سماں تھا کہ دوں ہیں بلا مقصود رہا تو وہیں ہیں  
کہ پھر رہا لے گا اس سے ایک عمارت کے پانچ گلزاری  
ہوئی اور اس کو کالیں کاٹنے دیا۔ سچی کاڑی آگے  
لیلی ہی کی میکن اس عمارت کے سامنے سے گزر دیتے  
اس کی رفتار کی تقدیر کر ہو گئی۔ جھانکی کی فیکر کو کھلی  
اور چوکہار نے سریاں نکال کر فوجا ڈکوں ہاہا جی؟“  
”کیا اس تھا قصی صاحب بیس رہتے ہیں؟“  
”میں نہیں صاحب“ جواب عطا۔

”اے کوئی کام برکا ہے؟“  
”چو ہو ساٹھ جناب“

”۱۵۵، غلی ہجھی۔ یاچ سو ٹھنڈہ کھر ہو گا؟“  
”دوسرا نکا جانا پڑے کا آپ کو“ وہ انگلوں پر کچھ  
شارکر کرتا ہوا بولتا۔ اور جید نے عسوں کی کتنا تباہ کرنے والی  
کاری دوبارہ اسی طرف پلت دی۔  
”السا بچھے جناب“ جو کیدار مخرب کی سے بارہ تک کر لے۔  
”اپس جانے اور پھر بیاں سے باچھوں لگی میں ہر جانشی۔  
یاچ سو ٹھنڈہ کھر ہی طے گا۔“

”بہت بہت شکریہ۔“  
”کوئی بات نہیں جناب“

”تھا کرنے والی گلزاری کچھا میلے پر کی تھی اور اس  
کے سیدھیں بجادیے گئے تھے۔“ جید نے جیپ کا اس  
استار پیا اور والی کی لیے موڑنے لگا۔ دوسری گلزاری  
دیر تھی۔ اس نے ایک پڑوں بچپ سے جیپ کی نئی جگہ دی

فیڈی بھی سے شروع ہوا ہو۔ بہر حال اب اسے کوئی تھی کہ شہر  
چھپ کر تھا کہ کتنے والے کوں طرع دوچ دیا جائے جلد  
ہی تھی۔ میر بھی سوچ گئی اور وہ مٹھن ہو گیا۔ خاصی تیر قدری  
سے شہر پہنچا اور اسی کھنچی آبادی والی ایسکی لیسا دری  
کے سامنے جیپ رک کر اس طرح اتر اخراجیتے بے انتہاری  
شک چھا ہو جائے کا خشدہ ہا ہو۔

اے ٹھاکر کا ریڈلی کے دوسرے سرے پر بھی یاک  
روازہ ہے جس سے گزرو دوہ دوسری طرف نکلے گا،  
پھر اکھری مختروں پہلی پیچھوں میں سے کی ایک کا تھا  
کر لئے ہیں دیسیں بھی ہو۔ بڑی بھر قی سے اس نہار سے  
مزاح میں یاک اور دوسری چاہات کی ترقی پڑیں گلھوں میں  
گھم ہو گیا۔

ٹھیک گاہے بچے سبز بندگ کی کوڑنا مارک ٹو ہوں اس آ  
زکری جید نے اس کے بیڑیں بھوٹے۔ وہی تھے جن کا  
حوالہ فریڈی کی کوڈیہ تھوڑیں دیا گا۔ کاڑی کے  
قریب پہنچا۔  
”پا سورہ پیڑ۔“ در اینگ سیٹ پر بیٹھے ہو۔ فکری  
نے پوچھا۔

”بلیک کیٹ“  
”اپ ان پیڑز“

جید کچھ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا اور گلزاری  
چل گئی۔ اب امیدان نصیب ہوا تھا۔ اس نے لپٹ کاٹا  
ٹھکر کر اس بندگیں پڑیں اور ادا تھنچے تھا۔ پتا نہیں کہتی تھا  
کہ نیند پوری نیس ہوئی تھی۔ ذرا بھی دیوریں ہے بھر ہو  
گئی۔ سچھا یا کیا تانداز دکھنا مشکل تھا کہ کتنی دیوریاں  
کا کوئی بندگی تھی اور کھوٹیں ہیں۔ گلزاری ایک سنان جگہ پر  
رکی تھی اور قریب پر جی تاروں کی چھاؤں میں ایک چھوٹی سی  
عمارت کے آثار نظر آ رہے تھے۔ تو اخراجیتے اسے اندرا چلنے  
کو کہا اور اس نے خاموشی کے نیلی کی۔ ایک بگرے ہیں جمال  
کیروں نے بھک پکی دھنڈی اور سچھا بھیلی ہوئی تھی فریڈی اس  
کا منتظر تھا۔

”میری بھجھن نہیں آتا کہ بچھے کی کہنا چاہیے ہے؟“  
اہم تھے بولا۔  
”لبٹ جاؤ اور دھاڑیں مار مار کر عناشر شروع کرو“  
فریڈی نے ہلکی میں مکراہت کے ساتھ کہا۔

۱۰۶ فریدی کا مقصود؟  
ایک تجربہ کرتا ہے۔

مچھ پر؟  
برادر است قم پر تو نہیں لیکن تم اس کا ایک جزو  
ہزدہ نہ رہے۔

میں تین سمجھا؟  
بہت سچے ہے معلوم ہوتے ہو۔ اس وقت سو

جاڑی صحیح کو باتیں ہوں گے۔ فریدی نے کہا۔  
آخوند پر کامیاب ہے میں؟

فی الحال صرف تجربہ?  
اندر کی کہانی وحی?  
دوچھے چکا ہوں اور قم چاہو تو اپنی کہانی ایسا دلت  
ستاکے ہے۔

سمیکی کون کی کہانی؟  
بیچاہ کہنیں کب اور جہاں اس پر چھائیں کا کہونہ جاتا ہے؟  
جیدتے طول سانس کے کریتا شروع کیا کہ اس

پر اور جیوں پر کیا اور زیستی اور روکش کیا اس سے  
کامیاب ہوئے تھے اور اس کے بعد یہاں ہر قرار سہرنے میں  
کے ہزاروں تجربے میں ہوا۔

ڈادو چھوٹے دنوں نے چھر بالی کے میدان میں پڑھائی  
باڑی کر دی تھی؟ فریدی نے لڑنے لیے تھے میں کہا۔

میں نے سچاہی تجربہ کیا ہے؟  
حاسنتے ہوں اس کا کیا خیال ہوا؟  
تفہی نہیں جانتا کیونکہ جہنمی میں پھوٹ کر خود جاگ  
کر دیا تھا۔

وہاں کئی بڑے خالد ہو گئے میں سن سے پانی  
ایل پڑا ہے۔

مکر ریاعت والے بیٹیں بجاائیں گے۔  
اوہ شہر عمارتیں سلطنت ہو گیا ہے۔ فریدی اسے

گھوڑا ہم اول دمہارا پچھن کی جی ہیں جانے کا۔  
ویکین تو پھر کی تعداد رخصت کرنی ہے۔ بیہل سرسے  
سے سی اللہ کا فضل ہے۔

اچھا جاگاں سن کرو دوسرسے کمرے میں جا کر سو جاؤ۔  
انہوں کو لوت پڑیں جیاں تجھے کہا ہے تھی۔ اگلے بچائیں

نے شہر میں تو فریدی کی آذان تھی۔ فریدی کی آذان ہو جائے گا۔

نظر کیا جس کی بیانت اس کی حاجت تھی۔ عده قم کا سوٹ پہن  
رکھا تھا اور سر پر فرشتہ بیٹھت تھا۔ درود دینک اس کے علاوہ  
اور کوئی تذکرہ کاٹھی دیا۔ حمدتے درود بن کیمون پر ہٹا تے  
ہوتے پڑھا۔ آپ کی فرمیتی۔

”پھر بتاؤں گا۔ اب تم سو۔ ابھی میں بتارہ تیری سے  
ایچ کر دوں گا اور تم مایک سے دیجی الفاظ دہرا دے جو ہزار  
کوٹل کرنے کے لیے کہتے ہوں۔“  
”اک۔ کیا مطلب؟“

”اس بار سمجھا کو ماٹیک کے ذریعے طلب کر گے۔“  
”تاکہ اس کی گوچ دور دوڑک سناق دے۔“ حید  
بولتا اپک اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں وہ الفاظ بہت  
دھیمی اور ایس اداگرتا ہوں۔“

”یہ تواریخ بھی اچھا ہے۔ اتنی بھی دھمی اور میں بولتا  
اور بیان جب میں تیری کے تاریخ کر دوں تو تم بالکل غافل  
رہ جاؤ گے اور جب تک دوبارہ تاراگ نہ کروں تو فتوتو  
باتیں بھی رہے۔“

”یعنی اپک بھاچاہتے ہیں کہ جب تک تاریخی سے  
لگے ہیں صرف ہزار کو طلب کرنے ہی والا الجھاد اکروں اور  
چھپتے ہوں۔“

”بھی بات ہے۔ فریدی سر بلاؤ کر جاؤ۔“

”احرام کرنا کی جاہتے ہیں؟“  
”کہیں وہی ہی کوئی حماقت اپ سے بھی نہ سزدہ نہ  
جانے جیسی ان بچائیوں کو لو۔ اک جو بھی سے ہوئی تھی۔“  
”تم اس کی فرمتے گو۔“

”دختت سے کوئی بھاگنا میرے بس سے باہر ہو گا۔“  
”ایچی بچوں کی طرح بھت مت کرو۔ اس کے بعد میں

کی اچھی سے سوئیں پول پر بے چلوں گا۔“ فریدی پھر ادا  
حید طویل سانس سے کوئوں گیا۔ ظاہر ہے تھی کہ پہلے کی  
تیاری رات بھر جاری تھی ہو اسے محض دوبارہ بیوں سے کس  
طرح روا کا جاستہ الہذا و ان بے تقدیر ہو بیٹھا۔ لیکن آخر فریدی  
کرن تک اچھا تھا۔

”اس نے تیری سے تاریخ کے اور پھر حید کا اشارہ کیا  
اور حید ماٹیک کی طرف جوک کو میول کی طلاقی سے اسے  
ہمزاوازی ہوا۔ اسے تیرے ہزادہ فرلانگ کے ناحصلے پر ایک ایک

ہوں گی اور سر پر بھی۔ مٹنے اور پڑھا کر دیکھا۔ فریدی ایک  
ہپھی کی میان پر پڑھا کر دیا۔

”یہ تھل دار درخت تھی جی نہیں ہے پھر آپ اور کیا کھر  
ہے یہ؟“ حید نے پڑھا۔

”وقت تھا تھا کرو۔ آجاف۔“  
حید نے جھاکر جوستے اتارتے۔ کارہی سے کوڑا اور  
درخت پر پڑھتے گا۔ میان پر پڑھ کر اس نے اونٹ کی

ٹریو دیسے چھائے کر دیکھو ہاں عجیب حم کا سامان موجود  
تھا۔ سامان تو خیر عجیب نہیں تھا۔ اس کی گوچ دیگی  
لگیں گلگر بھی تھی۔ ایک طرت ایک بہت ورزی۔ شیری شیری  
لگتی تھی اور اس کے سامنے میکر و غم بھی تھا۔ ایک جابت  
و درمیں تھی کوئی رانی میکن نظری۔ اس کے علاوہ ایک جگہ  
نیلہ لٹا۔ ستر بھی سکھے و خاشی دیسے۔

”اس تجھے کی تیاری رات بھر جو تھی تو یہی ہے۔“  
”میں اپنے اپنے بھاچاہیں تبدیل کر دیجی۔“  
”کھاں سے کرلو۔ سوت کیس ساختہ تھیں لیا۔“

”بھر جو کوں شروع کر دی۔ سنجیدگی اختیار کرو۔“  
حید نے ملکوڑ کر دیکھا اور کھانے کی طرف اشارہ کر کے  
پڑھا کیا۔ دختت پر پڑھ کر چندہ مانستے کا تجھ بھے؟“

”فریدی نے دوہریں اٹھائی اور ایک جابت دیکھتے۔“  
”کھدھن کر جاؤ۔“ میں کھجور اس پاس کو سومنگ بول  
ایسا جاتا ہے۔ شاید اسی کو سپاں تو دوہریں ہی سے دیکھی  
جائی گی؟“

”تم بھاؤں نہیں کرو گے۔“ فریدی نے تکھون پر  
سے دوہریں ہٹاتے ہوئے کھا دیں۔ میں دو سوچاں  
تھے کار لارجی جزو ہے۔“

”ایچی خود میں بیٹھے رین گے اور مجھے گوہیوں کے  
لپڑے۔“ اس نے کیے تھیں گئیں حباب۔ میں درود

لے۔ اس قسم کا کوئی خطروں دل لیتے کوتیں تھیں۔ اتنے کل کی پہلی  
والدین سہیت سومنگ بول میں تیری ہیں۔“

”میں تھیں اٹھا کر بیٹھے چینک دوں گا۔“  
”اوہ تھیں نیچے بیٹھے چینک تھے۔“

”درخت پر پڑھ لے جاؤ۔ تکھارا دماغ تھوڑیں جل گیا۔“  
”نہیں جتنا۔“ اس نے تیری سعادت مندی کے

و دختتے درخت کے اوپر کے آزاداً نہ کیوں کھا۔  
کر رہے ہو، اوپر کا جاؤ۔“ اور فریدی کی آذان تھی۔ حید کے

”مجدہی سے۔“ فریدی شکن بھجے میں بولا۔ یہ کام  
طرح پر سکتا ہے جس طرح میں کر رہا ہوں۔ درود صورت  
اس سے بھی زیادہ تیا ہی کام اسناکن پڑھے گا۔

”معی قوڑے کے کوئی حم کیا پسکے خلاف کوئی  
چارچا کا تو اپ کے دوڑت گرفتاری رہ جاں۔“  
”دھکی بھی ہو۔“ فریدی نے بے کوئی کام دیکھا۔

”شاہوں کو بندش دی اور پھر دوڑوارے کی طرف بڑھتا  
بولا۔“ سو جاؤ۔“ وہ چالا گیا اور حید برا سامنہ بنانے ہوا۔  
”دوسرے دروازے کی طرف ہوا۔“

”دربارہ سی ہی نہیں جلدی کیا تھی۔“ بیچ بک سے خبر  
سناتے۔ ناشتے کے لیے جگایا جاتا۔  
”عمرت میں کئی اور میں جو دعویٰ تھیں تھیں۔“ حید نے اسے  
کسی قسم کی لفت لکھ کر نامناسب نہ کھا۔ حید کی سے یہ بھی  
تپوچاہ فریدی کھا۔“

”کھا۔“ اس اپنے بھاچاہیں تبدیل کر دیجی۔  
”کھاں سے کرلو۔ سوت کیس ساختہ تھیں لیا۔“

”اوہ دھر جو دھرے ہے تھا۔“  
”پھر جو کوں شروع کر دی۔ سنجیدگی اختیار کرو۔“  
پھر جو کوں شروع کر دی۔ سنجیدگی اختیار کرو۔“  
”ستاکن سوڑی کے لیے کرنا تارک تو شیش ہلکی۔“ اس کے  
دروازے پر کھڑی نظری جس پر دعا دلہنچان پہنچے سے سچا  
تھا۔ حید بھی دھوا کر بیان کے تریب ہی بیٹھ گیا اور لگانی  
چل پڑی۔ آخر تھر حضرت کنایا کیا جاتا ہے۔ میں دو سوچاں  
آخر کس کام کا تجھ ہے۔ جس کے لیے وہ سچان بننا ضروری  
ہو گیا ہے۔ تھوڑی تک دھوکہ کر جاؤ۔“

”اوہ دھر جو دھرے ہے تھا۔“ فریدی نے لڑنے لیے میں کہا۔  
”میں نے سچاہی تجربہ کیا ہے؟“

”حاسنتے ہوں اس کا کیا خیال ہوا؟“  
”تفہی نہیں جانتا کیونکہ جہنمی میں پھوٹ کر خود جاگ  
کر دیا تھا۔“

”وہاں کئی بڑے خالد ہو گئے میں سن سے پانی  
ایل پڑا ہے۔

”مکر ریاعت والے بیٹیں بجاویں گے۔“  
”اوہ شہر عمارتیں سلطنت ہو گیا ہے۔“ فریدی اسے

گھوڑا ہم اول دمہارا پچھن کی جی ہیں جانے کا۔  
”ویکین تو پھر کی تعداد رخصت کرنی ہے۔ بیہل سرسے  
سے سی اللہ کا فضل ہے۔“

”اچھا جاگاں سن دن کرو دوسرسے کمرے میں جا کر سو جاؤ۔“  
”انہوں کو لوت پڑیں جیاں تجھے کہا ہے تھی۔“

”اوہ کوئی پھر کا جاؤ۔“ اگلے بچائیں

نے شہر میں تو فریدی کی آذان ہو جائے گا۔

اسکی طرف اشارہ کر دیا ہے۔  
میں نہیں سمجھتا۔

پرچاہیں کاموں حل کر لیں گے۔  
بچوں کی بیانیں نہ کرو۔ کوئی بھی سوچتا ہوا ذہن  
فلانسٹ کشڑوں نہ پڑھ سلسلہ تھا۔ ایسا کوئی پیچیدہ مسئلہ  
نہیں ہے۔ عرض تھی کہ بات کے لیے وہ مچھر پر قابو پانا چاہتے  
ہیں۔ اس سوچ تھی کہ اس سلسلہ کوئی اور جیکر ہے۔ فریدی  
کوہا اور کسی سوچ میں تم چوکیاں پرچیز کرو دو۔ بیل گلزاری تکالب ہی  
کی طرف آئی دکھانی دی۔ جس پماں کے جوستے رہے گئے تھے۔ وہ  
طوبی سانس لے کر ٹولاتے سب پچھے ہے۔ میرے جوستے کی نوک پر  
میں اپا اپا نہیں کو انداز پھوپھو دینا چاہتا ہوں مآپ ہی  
سوچے جائیں۔  
فریدی پچھرے بولا۔ وہ حقیقتاً کسی گھر ہی سوچ میں ڈر بیا  
بچوں تھا۔

دیا تھا۔ غالباً اسی پر کوش اپنی رہائی کے لیے اس کے دشواروں سے کام لے سکوں یعنی سُمُرے ہے۔ آخر اوس وقت آپ کی میلک نورس کے آدمی کو جواہر تھے جب ان لوگوں نے ہم پر اعتماد کیا۔ مخصوص اتفاق تھا کہ وہ لوگ اسی وقت اپنا کام کر کے ہب تہاڑی تک اپنی کرنے والا مختصری میر کے لیے خدمت کے لذیب سے بہت لگی تھے۔ اسے الینان تھا کہ تم خدمت کے اندر ہو جو دہونکی جھوڑ عالی کے میدان میں تم پر نظر کیجیں۔ مغرب کی اڑت والے شیلوں پر سرسرے آدمی ہوئے وہ مکے اور تم لوگوں کا ۱۱۔ جنی چاڑھے لیا جاتا تھا جسے اس کے بعد جی میں نہیں تھا۔

کافی ہے گھری اتر والی تھی۔ اس طرح جنور ان ہو کر رنجو گھو  
اس سے پہلے بھی ایسے ہی ایک کیس سے میرا ساتھی چل کاہے  
ورثا تھی میری سے اس نتھی پر پہنچ کے کہا وہ دیا انس،  
گھری بھی ہیں حبیقی بھی بھوئی۔

بہر حال یہ کہنا چاہیئے کہ ان پر تھا یون کوتباہ بھی کیا جا  
سکتا ہے، ”جید طوب سانش کر بولوا۔

یہیں یہ کیکے عالم کی جا سکتا ہے کہ پر تھامیں کب اور  
ایساں ندوں پر ہوتے والی ہے۔ جتنی دیریں اس کا سارخ ٹے  
کا دو حصی تباہی الیچی ہوئی۔ فی الحال میں صرف دو ایسا افراد  
وہجا تباہیں ہیں کہ ہم از جنہیں ہم ہے۔ انہی پر نظر کسی جا  
تھی۔ ۴۔

”دکلوں؟“  
”ہے ایک آدمی اور کسے ملاادہ؟“  
اپ آئئے جیرم کی طرف۔ وہ میری جان کوچھ لے گیا۔  
شدت کے باہر جیرم کے سارے میں مبتلے تھا کہ کتنی فرج بُی  
اس کا بھیجا چھوٹ نے پتایا۔  
”میں بھکتا ہوں“ فریدی کچھ سوچتا ہوا لالا اسے الجھا کر دیا۔  
”جس تو دہ بکھر دیا تو معلوم ہے لٹا ہے۔ اب آپ کے  
لئے دلانے پر بادا کو فرار کے لیے اسی سن وہ بچہ کھانی تھی  
جس سے ہم انسانی تفت نکل گئی تھی؟“

لکھی بھی ہو اسے انجانتے رکھو  
اد جو خداوند گھم کے بارے میں کیا خیال ہے؟  
اس کے حال پر حضور نبی احوال میں ان رکھا جائے  
کے ملا وہ اور کی مسئلے پندرہ تیس کرستا۔ پندرہ طور سرشار  
ہو سکتا ہے اب پر چاندیاں دھکای ہی تو دل اور تباہ کا شیر  
کرہ عز ہو جائے۔ حضرت ولی کے میدان میں جو کچھ بھی ہو اسرا

تہذیب الشیوه

نیپارنلش نمریں داخل ہوا اور پیٹھے ہوئے کہ  
لگا جلدی کریں ایک حصہ میکروست کا چکاری  
ہے۔ ”  
” تو یہی کو رکھتا ہوں ” سیز مین نے جواب دیا  
” میسے کیکسے میں جلدی سے فلم ڈال دیں ” رکنی پہنچنے  
سے پول۔

کے کنٹ سے بیٹھا ہو البا۔ جس کی کلامی پر تمہاری گھری بندا ہوئی تھی؟  
”اک۔ کیا امظہر۔... نیز گھری...“  
”وہ میرا ہی ادی سبق جس نے تمہاری گھری با حوصلہ کرنے  
کے لیے تم سے تاریخ ادا کی تھی جس پر اپنی تھی؟  
اُس کی خودت سب کی کیا تھی۔ آپ دیسے ہی مغلوب ہیچے  
”انہیں عمر جو ہاتھ پر میری بھروسے پڑھیں آدمیا۔“  
”میری بھروسے پڑھیں آدمیا۔“  
”جنما اور عالم کا گھری ہے۔ متنہ کاملا راستا ہے۔“

بڑے پیارے سرگزی میں پسند کیا تھا اسی میں اس وقت عجراً دکو طلب کیا تھا جس مائیک کے ذریعے تم میں اس وقت عجراً دکو طلب کیا تھا  
کہ اپنے کراس ڈمی کے ساتھ تھا لیندا ایکسیر ہی اور جز بزرگ اس  
گھرداری کے تو سوچ سے ان لوگوں کو بکھری تو نہیں سنے  
فلانٹگ کشڑوں روائت کردی جسے اس نے فلٹ کر کے تباہ کیا تھا  
”قفت... فلانٹگ کشڑوں...“  
”فلانٹگ کشڑوں جو خود لاٹکی سے کشڑوں کیا جا  
بے شماری گھرداری میں کوئی اسی دلوایاں سکھے دی کئی کئی  
ذ صرفت مہارکی افزاں ان لوگوں کلک پہنچا تھی تھی بلکہ پہنچا تھی  
یہ دیسیوں کا کام میں کوئی تھی بینی پرمندہ غما فلانتگ کشڑوں کی  
اس کی قوت آتا تھا۔“

کی رسانی کیسے ہو جائے؟ ”  
”سامنے کی بات ہے۔ تم اسی بیٹے پر کسے گئے تھے  
ایک دمغہ اد کے مالک بنادیے جاؤ درہ اتنی انسانی سے  
خواستہ ہو سکتے۔ وہ عرض کرنا چاہتا  
ہے مگر اس سامنے پڑھنے پڑیں تھا۔ آخر ہمہوں  
جیوڑ کو بھی میری ہی طرح دوسرا سوتون سے کیوں تھیں جا

بیڑی سے الگ کر دیا اور حمید نے چن کر کہا: "اس کے لیے  
میرا دعویٰ میں کھڑا چونا ہم تو ہی ہے"

فیروز نے دوسریں اٹھا کر اسی سخت و مکھیا شرخ دع کر  
دیا جیساں وہنا حملہ آدمی کھڑا رکھا۔ حمید کی مات کا کوئی جواب نہ  
دیا۔ حمید تو سامنے بیٹھا۔ سچا طاری۔ کبھی منصب پورگر مگر ملکہ پاٹاں پاک  
اس نے دوسریں ٹکرایا کھڑا کر انقل اٹھائی اور کچھ کاشناہ  
لینے لگا۔ حمید نے دوسریں آگھوں سے تکالی اور انقل کی نال  
کے زانویے کے طباق اسے اٹھا کر دیکھنے لگا۔ حمید ان میں

خوش بھروسے اُدی کے عین پرور فضائیں ایک سیلہ رنگی  
چڑیا معلق نظرانی۔ کسی لگنگ خشکے سے انداز میں اس کے دینچی  
بھی بُل در ہے تھے۔ فریدی شاملا اسی پرندے کا انشاء کے بارہا  
حیدرنے پر دو دین، اسی اُدی کی طرف بھکال جواب بھی اُدی کی  
حاتم پشت کی خوش انشاء۔ خدا کی بیان۔ دد پر بھایاں ایک  
شاید اس کی اپنی اور دوسروی کے متوازن روکھلاتی تھی۔ دوسری کی  
قدرت خاصیت سے ایک دوسروی کے متوازن روکھلاتی تھی۔ کوندنے کی  
فریدی نے فریاد کی۔ بکل کا ساٹر کاپو اور سارہ بھر جو کوندنے کی  
لپک سے سمجھن چند چاہیئن۔ ادھر میراں میں خوش اپرنا تھم  
آڈی دھڑکو وہ جل رہا تھا۔ دغتے فریدی کے تھی کاشان جو جو  
کر کہتا اب بھاگوئیں سے ورنہ جو سکستا ہے کہ تھوڑی دیش  
یہاں پر بھایاں ہی پر بھایاں نظر آئیں۔ تم دوسری اخوازو  
اس نے دہاں سے صرف راغب انعامی اور بزرگ کی جھٹا  
خانہ کو بھوپال تجوہی کر دیا۔

عینیتے بھی اس کی تقدیمی تکن تحریر ہی دوڑ دڑا خات  
کر جستے یاد آگئے۔  
مخد اک سیلے پھر ہے۔“ دہ مل اٹھا کر جتنا دہ میرے  
تموں دنچی ہو جائیں گے۔  
فریبی رُک گیا۔ اس سے تکوڑے ہیں فاسٹے پر تھا۔

میں نکلے پرپن دوست مختار حیدر جبلائے بولا۔  
ابن بحیری درہ بھی وہاں معمولی رہنے کے فردیتے نے  
کہا اور سماں کاملاً تھا پسکر کوچھ درستہ نہ کگا۔ درختوں کے بینہ  
کے تھے ایک چھوٹا سا استال تھا۔ فردیتے اس کی طرف اشارہ  
کر کے کہا۔ یہ بیہم طہیری کے۔  
آخر یہ سب لیا تھا؛ حیدر اپنی ہوا بولا تھا۔ وہ بے چار  
کوں تھا جو مختلف سماں مارا گا؟  
کوئی بھی نہیں۔ ذمیتی کی۔ پس کے ایک مجسم ۲۰۱۷ء۔